یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْرًا کَثِیْرًا

الحمد للہ والمنۃ کہ درین ایام بتوفیقِ خداوندی الانعام عجالۂ نافعہ برائے سالکانِ راہ خدادانی و رسالہ کاملہ ضیابخش قلوبِ طالبانِ نورِ جاودانی یعنی

ارشادِ رحمانی و فضلِ یزدانی

مع

اضافہ حواشی و ارشادات و رسالہ مفید الطالبین وغیرہ

مؤلفہ

حضرت اقدس جناب مولانا سید محمد علی صاحب دامت فیوضہم

بحسن سعی سید محمد مرتضیٰ واحدی دہلوی

در دلی پرنٹنگ پریس دہلی میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید رحمانی

حمد خالق را کہ بیچون و چرا است　　　نعت احمد را کہ فخر انبیا است

صلّی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ وسلّم

اِس کے بعد فقیر محمد علی خادم درگاہ فضلیہ و زلہ رباے بساط رحمانیہ بڑے افسوس اور دلی صدمہ کے ساتھ لکھتا ہے کہ ایک وقت وہ تھا کہ حضرت قیوم زماں قطب دوراں مولانا فضل رحمٰن قدس سرہ کی زیارت ظاہری سے مشرف ہوتے تھے اور زبان فیض ترجمان سے ارشادات عالیات سُنکر قلمبند کرتے تھے جسکا مجموعہ چھپکر نفع رسان طالبین ہوا اَب وہ وقت ہے کہ وہ فیضان الٰہی کا آفتاب اِس عالم سے غروب ہوگیا اور وہ نورانی صورت آئینۂ حق نما ہماری ظاہربین نظروں کے سامنے نہ رہی۔ اَب ہماری زبان سے بے اختیار یہ مصرعہ نکلتا ہے۔ ؎ وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دُکان اپنی بڑھا گئے

؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد　+　روئے گُل سیر ندیدیم بہار آخر شد[۱] ۱۳۱۳ھ

اللہ تعالیٰ اُن کے فیضان کو قیامت تک قائم رکھے۔ اور اس فقیر کو اُن کی حالت باطنی

---

[۱] مولف رسالہ حضرت قبلۂ عالم کی زبان مبارک سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے وصال کے بعد اکثر حضرت سعدی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر (جو بہت ہی حسب حال ہے) سُننے میں آیا قاعدۂ ابجدی سے جو بہار آخر شد کے اعداد نکالے گئے اُس سے اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کی وفات شریف کی تاریخ نکلی میرے خیال میں حضرت قبلۂ عالم کی یہ ایک بیّن کرامت ہے ۱۲　　(ناچیز محمد عبد العزیز رحمانی بہاری)

اور سیرت ظاہری کا آئینہ بناوے آمین۔ میں اس وقت رسالہ ارشاد رحمانی کی مختصر کیفیت لکھتا ہوں۔ غالباً ۵ ۳ برس یا کچھ کم و بیش حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں اس فقیر کی آمد و رفت رہی اور فیض صحبت سے فیضیاب رہا اس میں بہت کچھ ارشادات ہوئے۔ اوّل تو اُن کے قلمبند کرنے کی طرف توجہ نہوئی پھر جب اس کا خیال ہوا تو جو ارشادات ضروری اور تعلیم کے متعلق سمجھا نہیں لکھا اور اُن میں جو باتیں ایسی خیال کی گئیں کہ عوام کے خیال میں نہ آئیں گی اور خدا جانے وہ کیا کا کیا سمجھیں گے اُنہیں بہ نظر احتیاط چھوڑ دیا اسپر بھی دو ایک امر ایسے لکھے گئے جنہیں بعض حضرات نے حیرت کی نگاہ سے دیکھا اور کسی قسم کا خدشہ اُن کے دل میں آیا مگر اس کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ تصوّف کی کتابیں اُنکی نظر سے کم گذریں اور بزرگوں کے حالات پر اُن کی نظر کماحقہ نہیں تھی ورنہ اُس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جسپر خدشہ ہو۔ با ایں ہمہ بہ نظر خیر خواہی ایسے حالات پر کچھ اضافہ کر دیا گیا ہے یا حاشیہ لکھدیا گیا ہے۔ تاکہ تسکین ہو جائے اور خدشہ باقی نہ ہے الغرض میں نے اُن ارشادات کو جمع کر کے رسالہ مرتب کیا اور **ارشاد رحمانی و فضل یزدانی** اُس کا نام رکھا۔ اس کے طبع اور اعلان عام کا ارادہ ہرگز نہ تھا بلکہ اپنے لئے ایک یادداشت تھی کہ کسی وقت دیکھکر ارشادات سے فیضیاب ہوتا رہونگا اور اگر کوئی سچا طالب اُس کا خواہشمند ہوگا تو اُسے نقل کے لئے دیدیا جائے گا۔ ایک مرتبہ بغرض تصحیح و برکت اُس قلمی رسالہ کو حضرت مولانا قدس سرہٗ کی خدمت میں لے گیا اور پیش کیا حضرت نے ملاحظہ فرما کر اُس کی پیشانی پر یہ عبارت تحریر فرمائی۔

یا الٰہی ازین رسالہ مومنان را نفع شود

حررہ **فضل رحمٰن** غفر اللہ تعالیٰ لہ ولآبائہ وابنائہ ومریدیہ

الحمد للہ اس دُعا کی قبولیت ظاہر ہوگئی اور اس رسالہ سے مسلمانوں کو بہت کچھہ نفع پھونچا۔
میں کانپور میں تھا کہ ایک روز نواب سید نورالحسن صاحب خلف الصدق نواب مولوی
صدیق حسن خان مرحوم میرے پاس آئے اُس زمانہ میں اُنہیں حضرت مولانا علیہ الرحمۃ
کے ملفوظات لکھنے کا بہت شوق تھا۔ مجھ سے اُنہوں نے کہا کہ حضرت کے ارشادات
کچھہ بیان کیجئے اتفاق سے وہ رسالہ میرے پاس رکھا ہوا تھا بے ساختہ میری زبان سے
یہ نکلا کہ میں کیا بیان کرون حضرت کے ارشادات میں نے اس رسالہ میں جمع کردئے
ہیں بہت شوق سے وہ اس کے خواہشمند ہوئے میں نے وہ رسالہ اُن کے سامنے
کردیا وہ دیکھ کر بہت ہی گرویدہ ہوئے کہ مجھے دیدیجئے اور حد سے زیادہ اُن کا اصرار
ہوا میں نے کہا اچھا میں اسے دیکھ لوں غرضکہ میں نے اُسے دیکھا اور بعض ارشادات
کو اُس وقت بھی اُس سے علیحدہ کرکے وہ رسالہ اُن کے حوالہ کردیا۔ اُس رسالہ کے
عنوان پر صرف وہ عبارت حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کے دست مبارک کی لکھی ہوئی تھی
جس کی نقل اوپر کی گئی۔ اُنہون نے اُسے مطبع شاہجہانی بھوپال میں طبع کرا کے اکثر
نسخے میرے پاس بھیجدئے میں نے اُنھیں تقسیم کیا سب سے اوّل اُس کی خواہش مولوی
عبدالکریم صاحب نے کی تھی۔ اتفاقاً مولوی حافظ محمود احمد صاحب۔ جناب مولانا محمد لطف اللہ
صاحب عم فیضہم کے خالہ زاد بھائی آگئے اور حضرت قبلہ کی خدمت میں جانے کا ارادہ
رکھتے تھے بس میں نے اُنہیں دس نسخے مولوی صاحب کے لئے اُن کے ہمراہ کردئے وہ لیگئے
اور اُن کے ہمراہ اُن کے ایک عزیز اور بھی تھے حضرت نے اُنہیں لیجاتے دیکھا اور دریافت فرمایا
کہ کون کتاب ہے۔ حافظ صاحب ممدوح نے قریب لیجا کر دکھایا اور عرض کیا یہ رسالے مولوی
عبدالکریم صاحب کو دئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اُن سے کہو کہ اس میں سے ایک نسخہ
ہمیں دیجائیں۔ حافظ صاحب نے اُنہیں جا کر دیا اور کہا حضرت ایک نسخہ طلب کرتے ہیں
مولوی صاحب نے ایک نسخہ لیجا کر حاضر کیا۔ حافظ صاحب کہتے ہیں کہ بعد نماز ظہر حضرت

قبلہ علیہ الرحمۃ اُس رسالہ کو دیکھنے بیٹھے اور کہنیوں کو گھٹنوں پر ٹیک کر عصر کے قریب تک دیکھتے رہے۔ حافظ صاحب کہتے ہیں کہ میں برابر سامنے حاضر رہا تمام رسالہ مُلاحظہ فرما کر سرِ مُبارک اُٹھا کر فرمایا جو کچھ لکھا ہے **حق ہے** اس کے بعد میں حاضر ہوا اس رسالہ کو حجرے کے طاق میں رکھا ہوا دیکھا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت نے اس رسالہ کو مُلاحظہ فرمایا اس میں کوئی بات غلط تو نہیں ہے۔ ارشاد ہوا **ٹھہرو کہیں گے۔** پھر آپ اطمینان سے بیٹھے اور رسالہ طلب کیا اور اس کا پہلا صفحہ نکالکر فرمایا کہ **تم نے جو ہماری تعریف لکھی ہے یہ غلط ہے** اور کوئی بات غلط نہیں ہے۔ اِس رسالہ کی قبولیت کی یہ بڑی نشانی ہے کہ عرصہ تک حضرت کے سرھانے طاق پر رہا۔ مولوی حکیم لُطف الرحمٰن صاحب عظیم آبادی حضرت کی خدمت میں مہینون حاضر رہتے تھے وہ کہتے ہیں کہ یہ رسالہ طاق میں رہتا تھا اور اکثر اتفاق ہوا ہے کہ مُجھ سے رسالہ طاق پر سے منگوایا ہے۔ اور دیر تک مُلاحظہ فرما کر رکھدیا ہے۔ اِسی قبُولیت کا یہ نتیجہ ہے کہ متعدد مرتبہ چھپ چُکا ہے۔ اور مُسلمان اُس سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ دوسری یا تیسری مرتبہ جب چھپنے لگا تو کچھ مضامین اور ارشادات اضافہ کئے گئے۔ کیونکہ پہلی مرتبہ نواب نورالحسن صاحب نے چھپوایا ہے اس کے بعد اور ارشادات ہوئے اُن کا اضافہ کیا گیا۔ مگر اُس وقت بھی وہی ارشاد لکھے گئے جو اُس وقت مناسب خیال کئے گئے اِس مرتبہ بھی بعض فوائد اور ارشاد اضافہ کئے جائیں گے انشاء اللہ تعالے
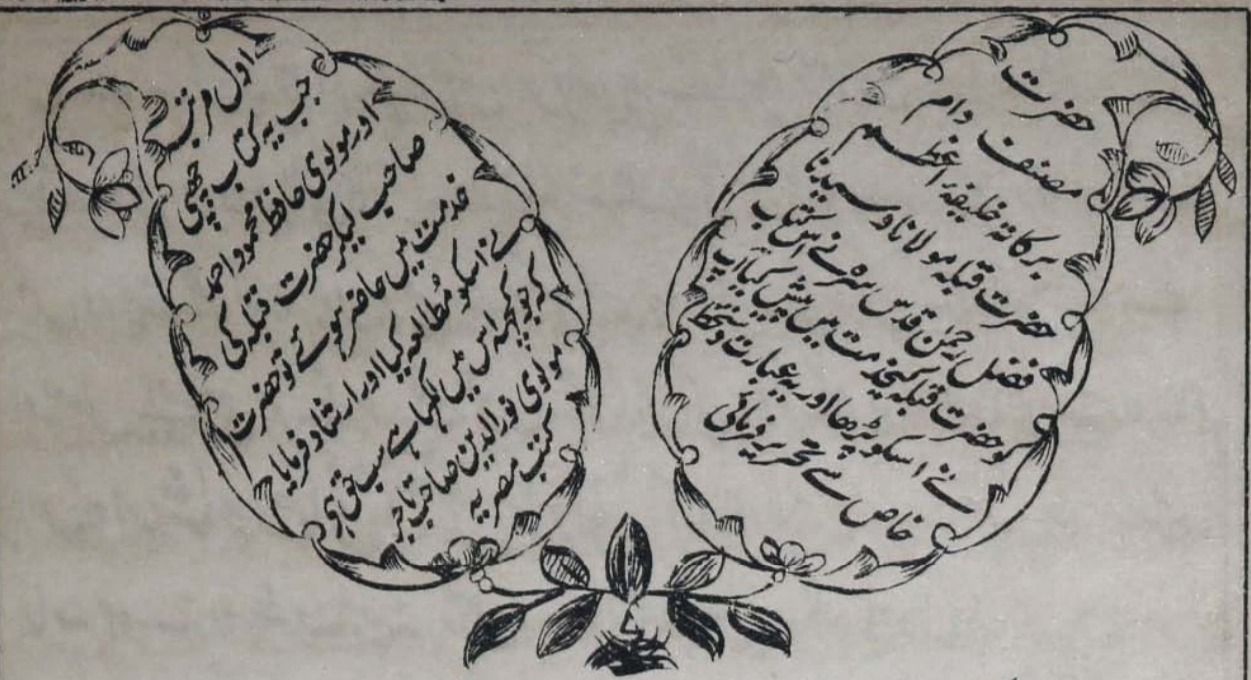
یا الٰہی ازین رسالہ مومنان را نفع شود

حررہ فضل رحمٰن غفر اللہ تعالیٰ لہ ولآبائہ وابنائہ ومریدیہ آمین ثم آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چہ زہرا خاکِ مسکین را کہ توحیدِ خدا گوید	بدین آلودگی ذاتِ مقدس را ثنا گوید
عروجِ جان برادجِ قاب قوسینش بود ہر شب	اگر سالک طریقِ مصطفٰے را اقتدا گوید

امابعد خاکسار **محمد علی** غفر اللہ لہ ولوالدیہ راہِ خدا کے طالبون کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ بعض احباب نے اصرار کیا کہ جو کلمات طیبات اور ارشادات فیض آیات حضرت قدوۃ الکملاء و اسوۃ الفضلا ہادی مراحل شریعت و طریقت واقف اسرار حقیقت و معرفت محط رحال کرام مرجع خواص وعوام قطب دوران غوث زمان مرشدنا ومولونا **فضل رحمٰن**[1] صاحب دامت برکاتہم وعمت فیوضاتہم کی زبان فیض ترجمان سے سُنے ہین اُنھیں قلمبند کرون مگر مین

[1] نام مبارک میں لفظ رحمٰن پر الف و لام نہیں ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس سے سنہ ولادت باسعادت نکلتا ہے یعنی تاریخی نام ہے۔ سنہ ۱۲۰۸ھ میں آپ کی ولادت باسعادت ہے حضرت کی زبان فیض ترجمان سے میں نے سنا ۱۲

ان سے عذر کر دیتا تھا اور اپنے تئیں اس امر اہم کے لائق نہ سمجھ کر بہت عرصہ تک اس کی
جرأت نہ کی اور داعیہ الٰہی کا امیدوار رہا۔ سنہ ۱۳۱۶ ہجری[۱] میں خواستہ پروردگار ہوا لہذا
میں وہ چند کلمے لکھتا ہوں جو میں نے کبھی کبھی یادداشت کی غرض سے لکھ لئے تھے
اور بعض ایسے بھی ہونگے جو لکھے نہیں گئے مگر اُن کی یاد پر مجھے پورا اطمینان ہے اور نام
اس کا **ارشاد رحمانی و فضل یزدانی** رکھا۔ اولاً میں حضرت قبلہ کی خدمت میں
حاضر ہونے اور شرف بیعت حاصل کرنے کی مختصر کیفیت لکھتا ہوں۔

سترہ یا اٹھارہ برس کا میرا سن تھا کہ حضرت ہادی طریقت رہنمائے شریعت مقبول
بارگاہ لم یزلی حضرت مولانا شاہ کرامت علی[۲] قدس سرہ کی قدمبوسی مجھے نصیب ہوئی اور
دس مہینے تک ملازمت کا شرف حاصل رہا اور پھر آپ کو سفر آخرت پیش آیا اور کالپی میں
جاکر انتقال فرمایا۔ آپ کی برکت توجہ اور فیض صحبت سے عجیب و غریب حالات

---

[۱] اس سن میں جو راقم خاکسار بندگان عالی حضرت پیرومرشد کے آستانے پر حاضر ہوا تو جناب
صاحبزادے صاحب نے رسالہ اسرار محبت مولفہ محبی وعزیزی مولوی سید نور الحسن صاحب مجھے
عنایت کیا۔ جب اُسے لیکر در دولت سے لوٹا تو میرے دل میں ملفوظات لکھنے کا جوش ہوا مگر پھر
فرو ہو گیا اس کے بعد جب مجھے اپنے وطن آبائی جانے کا اتفاق ہوا یعنی محی الدین پور ضلع مظفر نگر میں
اور کئی روز تک اس امر کے لئے استخارہ مسنونہ کیا اور حضرت جد امجد قدوۃ الواصلین مولانا شاہ **ابوبکر**
چرم پوش اور حضرت شاہ شرف قدس سرہما کے مزار پر انوار پر حاضر ہوا تو اس کے لکھنے کا اشارہ
معلوم ہوا اور ۳۰ رجب روز سہ شنبہ سنہ مذکورہ سے اس کا لکھنا شروع کیا اور اکثر دوگانہ پڑھکر باوضو لکھتا تھا

[۲] یہ بزرگ صاحب کرامات بینہ قادری تھے اور دس مہینے تک اسی خاندان کی اس فقیر کو تعلیم فرمائی
حضرت کی پیدائش ملک فارس کی تھی مگر کمسنی سے ہندوستان چلے آئے اور شاہ عبدالعزیز
صاحب سے پڑھا اور بغداد شریف میں کسی بڑے بزرگ سے بیعت کر کے بڑے کامل مکمل اولیاء اللہ
میں ہوئے۔ حضرت مولانا قدس سرہ [illegible]

مجھ پر گزرے اور حضور علیہ السلام کی عنایت اور بندہ نوازی ایسی ہوئی جس کی نسبت مین
بجز اسکے اور کیا کہوں ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را۔ آپ کے انتقال کے بعد مجھے
دوسرے رہنما کی ضرورت ہوئی۔ حضرت قبلہ اُس زمانے میں کانپور مین رونق افروز
ہوا کرتے تھے اور جناب محمد عبد الرحمن خان صاحب مالک مطبع نظامی کے مکان پر
فروکش ہوتے تھے۔ یہ خاکسار سُنکر حاضر خدمت بابرکت ہوا اُس وقت حضرت دوست محمد
عطر فروش کی دوکان پر تشریف فرماتھے۔ جگہ تنگ ہونے کے باعث میں نعلینوں کے
قریب بیٹھ گیا آپ نے مکرر اپنے پاس بیٹھنے کو ارشاد فرمایا مَیں بپاس ادب وہیں بیٹھا
رہا۔ اتفاقاً میری حرکت سے لاٹھی گری اور ایک شیشہ ٹوٹ گیا حضرت نے فرمایا
کہ بڑوں کا کہنا نہ ماننے سے ایسا ہی ہوتا ہے + پھر مجھے بغور دیکھکر فرمایا کہ فلاں بزرگ
جو یہاں تھے تم اُن کے بیٹے ہو + میں نے عرض کیا کہ مَیں اُن کا پوتا ہوں۔ اِس
صحبت میں کچھ زیادہ کلام کی نوبت نہ آئی۔ پھر میں خان صاحب موصوف کے مکان
پر حاضر ہوا حضرت قبلہ نے دریافت فرمایا کہ تم کس کی صحبت میں بیٹھے ہو۔ میں نے
عرض کیا کہ جناب شاہ کرامت علی صاحب کی خدمت میں کچھ عرصہ تک حاضر ہوا
ہوں۔ آپ نے حسب معمول سر جھکا لیا اور تھوڑے تامل کے بعد فرمایا کہ بڑے
شخص تھے + ایک مرتبہ پھر حاضر ہوا اُسوقت آپ سورۂ رحمٰن کا ترجمہ ارشاد
فرمارہے تھے اور مولوی محب اللہ صاحب مرحوم پانی پتی اور مولوی حافظ عبد الغفار
صاحب لکھنوی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے سُن رہے تھے۔ میں علیحدہ تخت پر بیٹھ گیا اثر
بیان سے میرے آنسو جاری ہو گئے آپ نے میری طرف ایسی نظروں سے دیکھا
اور دونوں عالمان موصوفین سے فرمایا کہ تم اسے جانتے ہو۔ اُنھوں نے عرض کیا
جی ہاں طالب علم ہیں مدرسۂ فیض عام میں پڑھتے ہیں ارشاد ہوا کہ تم نہیں جانتے +
اتنا فرماکر پھر ترجمہ فرمانے لگے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد اُن دونوں صاحبوں سے

پھر وہی سوال کیا۔ اُنھوں نے عرض کیا کہ حضرت ہم تو یہی جانتے ہیں کہ ایک نیک بخت
طالب علم ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے [1] ایک مرتبہ حضرت قبلہ بنارس تشریف
لئے جاتے تھے اور حسب دستور کانپور میں فروکش ہوئے مجھے اطلاع نہیں ہوئی۔
مگر ایک اضطراب پیدا ہوا میں بے اختیار کھڑا ہو گیا اور مضطربانہ ادھر اُدھر پھرنے لگا
اتفاقاً راہ میں حافظ موسیٰ صاحب دوست محمد عطر فروش کی دکان پر ملے اور
اُنھوں نے حضرت قبلہ کے تشریف لانے کا حال بیان کیا میں اُسی وقت مطبع نظامی
میں گیا جمعہ کا روز تھا خان صاحب مالک مطبع نظامی تنہا بیٹھے ہوئے تھے میں نے
عرض کیا کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا چاہتا ہوں آپ بنظر عنایت اطلاع
کر دیجئے۔ خان صاحب کوٹھے پر جہاں آپ رونق افروز تھے گئے اور پھر آکر کہا کہ
آج جمعہ ہے اسوقت مُلاقات نہ ہو گی بعد نماز جمعہ آنا۔ میں افسردہ ہو کر لوٹ آیا اور جمعہ
کی نماز کرنیل محمد زماں خاں کی مسجد [2] میں پڑھی اس کے بعد خان صاحب کے ہمراہ خدمت
بابرکت میں حاضر ہوا مگر پہلے سے کچھ لوگ وہاں پہونچ گئے تھے اور آپ اُنھیں کچھ
کتابیں تقسیم فرمارہے تھے۔ تھوڑی دیر خان صاحب اور میں کھڑے رہے جسوقت
آپ نے نظر اُٹھاکر ہماری طرف دیکھا اُسی وقت لوگوں سے فرمایا کہ اب جاؤ انھیں بیٹھنے دو
بعض نے بیٹھے رہنے پر اصرار کیا مگر آپ نے فرمایا کہ نہیں اسوقت جاؤ سب چلے گئے
میں اور خاں صاحب پاس بیٹھ گئے۔ مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم کیا پڑھتے ہو میں نے
عرض کیا قاضی مبارک ارشاد ہوا استغفر اللہ نعوذ باللہ قاضی مبارک پڑھتے ہو
اس سے حاصل ہم نے فرض کیا کہ تم منطق پڑھ کر قاضی مُبارک کے مثل ہو گئے پھر کیا۔
قاضی مبارک کی قبر پر جاکر دیکھو کہ کیا حال ہے اور ایک بے علم کی قبر پر جاؤ جسکو خدا سے

[1] یاد رکھنا چاہئے کہ جہاں حضرت کا ارشاد ختم ہوا ہے وہاں میں نے اِسی قسم کا پھول بنا دیا ہے ۱۲

[2] یہ مسجد اُس مکان سے بہت قریب ہے جہاں حضرت قبلہ فروکش تھے ۱۲

نسبت تھی اُسپر کیسے انوار و برکات ہیں ✤ فیضان صحبت سے مجھے اُس وقت نیم بیخودی
سی تھی اِسکے بعد خان صاحب سے کچھ کلام کیا پھر ارشاد فرمایا کہ کیا پڑھتے ہو میں نے عرض کیا
کہ ہدایہ کیونکہ میں اُن دنوں یہ دونوں کتابیں پڑھتا تھا۔ اس پر بیع و شرا کے مسئلے
دریافت فرمانے لگے۔ اُسوقت میری حالت ایسی متغیر تھی کہ جن مسائل کا میں بے تامل
جواب دے سکتا تھا اُن کا جواب بھی بہت تامل سے دیا۔ اسی اثنار میں حضرت قبلہ
نے عبدالرحمٰن خان صاحب سے دریافت کیا کہ تم نے صبح آکر کہا تھا کہ ایک طالب علم
ملنے کو آئے ہیں وہ کون تھے ✤ خان صاحب نے کہا کہ جناب یہی تھے ارشاد ہوا
کہ تم بڑے نادان ہو مجھ سے آکر کہا کہ ایک طالب علم آئے ہیں بھلا میں جانوں کون
طالب علم ہیں یہ تو ہمارا لڑکا ہے خان صاحب نے جواب دیا کہ حضرت مجھے نہیں
معلوم تھا غرضکہ عصر کے وقت تک خان صاحب اور میں صحبت سے فیضیاب رہے
اُس وقت تک اگرچہ شرف بیعت مجھے حاصل نہ تھا مگر یہ عنایت مژدہ تھی حصول نیازمندی کا
اِسکے بعد کانپور پھر حضرت قبلہ کے قدوم میمنت لزوم سے مشرف نہیں ہوا اور مجھے
سلسلے میں داخل ہونے کا شوق ہوا اور میں مراد آباد خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔
یہ حاضری اگرچہ بقصد بیعت تھی مگر مجھے یاد ہوتا ہے کہ دنیاوی غرض بھی اُسکے ساتھ تھی یعنی
کسی مقام خاص میں نوکری کی غرض سے سفارش کرانا منظور تھا۔ الحمد للہ کہ وہاں جاکر یہہ
خیال ہی محو ہوگیا اور سفارش کرانے کا ارادہ بالکل جاتا رہا۔ شام کو میں وہاں پہونچا تھا
اور گھوڑے پر گیا تھا آپنے گھاس پہلے ہی سے خرید کر رکھی تھی صبح کو بعد نماز اشراق
میں نے بیعت کے لئے عرض کیا آپ نے قبول فرمایا اور داخل سلسلہ فرماکر بہت دیر
تک توجہ دیتے رہے بعد فراغ ارشاد ہوا کہ ہم نے بہت دور تک توجہ دیدی
ہے ✤ اس کے بعد آپ کھڑے ہوگئے اور خادم کو آواز دی وہ حاضر ہوا فرمایا کہ گھر میں
سے ان کے لئے کچھ لے آؤ وہ گیا اور آکر کہا ابھی کچھ پکّا نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ

پکا کچا جو کچھ ہوئے آؤ + وہ گیا اور ڈلیا میں کچے چنے لے آیا غالباً دو ڈھائی سیر ہوں گے
مجھے ارشاد ہوا کہ تمھارے پاس کوئی کپڑا ہے ۔ میں نے رومال حاضر کیا آپ نے
تین لپیں اُن چنوں میں سے بھر کر میرے رومال میں دیں اور **ارشاد** فرمایا
کہ لو یہ تمہیں دنیا دیتے ہیں کھانے کے واسطے + یہ ارشاد آپ کا مسجد کے در میں تھا
جب آپ لبِ فرش پہونچے تو خادم سے فرمایا کہ ان کے لئے پان لاؤ + میں نے
عرض کیا کہ حضرت مجھے پان کی عادت نہیں مگر میرے قول کی طرف توجہ نہیں فرمائی
اور مکرر خادم سے فرمایا کہ پان لاؤ وہ پان لایا آپ نے اُسے لیکر اپنے مُنہ مبارک میں لیا
اور کسیقدر اُسے چبا کر مجھے عنایت فرمایا اور زبان فیض ترجمان سے یہ لفظ بھی **ارشاد**
ہوئے کہ لو یہ پان ہے **عرفان** کا اسے کھالو + یہ دونوں باتیں معمول کے
خلاف تھیں اس لئے اِن دونوں ارشادوں کو مولانا رُوم کے اِس شعر کا مصداق
کہنا کسی طرح بیجا نہیں ہے یعنی ؎

گفتهٔ او گفتهٔ الله بود — گرچه از حلقوم عبدالله بود

پہلے ارشاد کا ظہور تو علانیہ اس طرح ہوا کہ اکثر لوگ متعجب اور حیران رہتے ہیں کہ
باوجود قطع اسباب ظاہری کے عمدہ طور پر کیونکر بسر اوقات ہوتی ہے اور بعض صاحب
تو مالدار ہی سمجھتے ہیں بیعت کے بعد عرصہ دراز تک ارشادات کی تحریر کا اتفاق نہیں
ہوا اور جب سے لکھنا شروع کیا تو پرچوں پر لکھتا رہا پھر جب کُل تحریروں کے ضبط کا
موقع ہوا اُسوقت جسقدر پرچے ملے اُن کی نقل کی گئی مگر ارشادات بترتیب یعنے
تاریخ وار نہیں بیان کئے گئے جیسا کہ اکثر ملفوظات کا طرز ہے بلکہ زیادہ خیال
مناسبت موقع کا رکھا گیا اور مکرر باتوں کو حذف کر دیا گیا ۔ ماہ صفر ۱۲۹۹ سنہ ہجری میں
حاضر خدمت فیضدرجت ہوا **ارشاد** ہوا کہ جو کوئی تمام مومنین اور مومنات کے
لئے خداوند کریم سے ہمیشہ مغفرت مانگا کرے [illegible]

اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ جو کوئی ہمارے پیرانِ طریقت کے طفیل سے کوئی مقصد خداوند تعالے سے چاہے یعنی حسب دستور شجرہ پڑھ کر ہمیشہ درگاہ الٰہی میں دُعا کیا کرے بلا شبہہ اُس کی دعا قبول ہوگی ÷ اِن دونوں ارشادوں میں دوام و استمرار کی قید ملحوظ رہے۔

دس لطیفوں کا بیان

بغرض تصدیق[1] میں نے عرض کیا کہ لطیفۂ نفس کا کون مقام ہے **حضرت** نے کلمہ کی اُنگلی کو دونوں ابرو کے درمیان مگر کسیقدر اوپر رکھ کر ارشاد فرمایا کہ یہ ہے اور پھر اسیطرح لطائف خمسئہ عالم امر کو اُنگلی رکھکر متعین فرمایا اور زبانِ مُبارک سے بھی آہستہ آہستہ ارشاد کیا جس کی تفصیل یہ ہے **لطیفۂ قلب** بائیں پستان کے دو اُنگل نیچے اور **لطیفہ رُوح** دہنی پستان کے اسی قدر نیچے اور **لطیفۂ سر** بائیں پستان کے دو انگشت اوپر اور **لطیفۂ خفی** داہنی پستان کے دو انگشت اوپر اور **لطیفۂ اخفی** بیچ سینے کے لطیفۂ سر اور لطیفۂ خفی کے اوپر۔ اس ارشاد کے بموجب لطائف خمسہ کی صورت یہ ہوئی

اخفی

۲

خفی — سر

رُوح — قلب

---

[1] یعنی اس سے پیشتر آپ فرما چکے تھے مگر میری عادت تھی کہ مکرر دوسرے وقت دریافت کیا کرتا تھا تاکہ پہلے ارشاد کی تصدیق ہو جاوے کہ جو میں سمجھا ہوں اور مجھے یاد ہے وہ صحیح ہے یا نہیں ۱۲

[2] کتاب کے سامنے رہنے سے لطائف کی یہ تصویر اُلٹی معلوم ہوتی ہے یعنے قلب داہنی طرف اور روح بائیں طرف [illegible]

توضیح۔ مرتبۂ امکان جسے دائرۂ امکان بھی کہتے ہیں دو حصّوں پر منقسم ہے ایک حصّہ عرش مجید کے اوپر اور ایک حصّہ اُسکے نیچے اوپر والے حصّے کا نام **عالم امر** ہے اور نیچے والے حصّے کا نام **عالم خلق**۔ عالم امر صرف حکم الٰہی سے یکبارگی پیدا ہو گیا اور عالم خلق بتدریج آہستہ آہستہ پیدا ہوا۔ عالم امر لطیف محض اور نورانی اور عالم خلق کثیف اور ظلمانی ہے۔ خدائے تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات اور مظہر اتم اس طرح بنایا کہ دس۱۰ چیزیں مختلف جو ان دونوں عالموں میں ہیں ان سب کا خلاصہ اسمیں رکھدیا۔ ان میں پانچ چیزیں تو عالم امر کی ہیں یعنی قلب۱۔ روح۲۔ سر۳ خفی۴ اخفیٰ۵۔ اور پانچ چیزیں عالم خلق کی یعنی نفس۱ مٹی۲ پانی۳ ہوا۴ آگ۵ جنہیں اربعہ عناصر کہتے ہیں۔ ان سب کو صوفیہ کی اصطلاح میں لطائف عشرہ کہتے ہیں خدا تعالیٰ کی یہ عجیب و غریب قدرت ہے کہ اُسنے عالم امر کی لطیف و نورانی چیزوں کو انسان کے ظلمانی قالب میں رکھکر انھیں جسمانی لذتوں کا ایسا فریفتہ کیا کہ وہ اپنے تجرد اور قرب الٰہی کے لطف کو بالکل بھول گئیں اور اپنی اصل کی طرف مطلقاً انھیں توجہ نہ رہی۔ اب تلقین ذکر و فکر اور توجہ مرشد سے مقصد یہی ہے کہ لطیفے غفلت سے بیدار ہو کر اپنی حقیقت کو پہچانیں اور اپنی اصل کی طرف رجوع کریں اور ترقی کرتے کرتے مطلوب حقیقی سے واصل ہوں یہ دسوں لطیفے اور اُن کی اصل دائرہ امکان میں داخل ہیں اُنکی صورت اس طرح خیال کرنا چاہیئے

نقشہ صفحہ ۱۳ پر ملاحظہ ہو

دائرہ امکان

اصل لطیفہ اخفی

اصل لطیفہ خفی

اصل لطیفہ سر

اصل لطیفہ روح

اصل لطیفہ قلب

نور سبز رنگ

نور سیاہ رنگ

فوق عرش

عالم امر

تحت عرش

عالم خلق

عرش

نفس

بے کیف

اخفی

نہایت سیاہ چمکدار

خفی

سر

روح

قلب
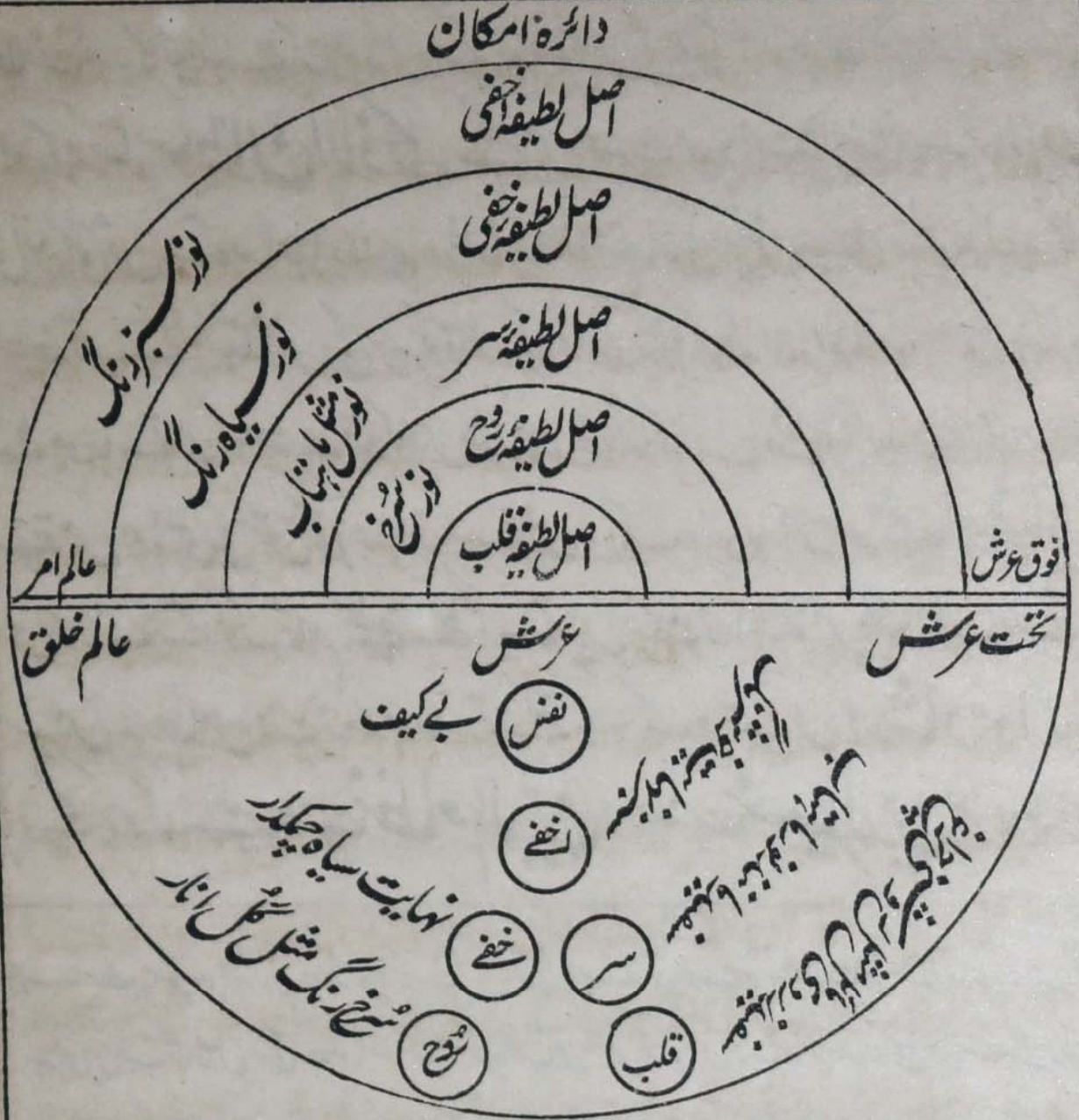
اکابر نقشبندیہ نے جو اپنے کشف صحیح سے اکیس مقامات قرب الٰہی معلوم کئے ہیں اور ہر ایک مقام کو دائرہ کہتے ہیں اُن میں سے دائرہ امکان اوّل مقام[1] ہے۔ اِن

[1] اس اول مقام کی وسعت کو طالبین حق خیال کریں کہ فرش سے لیکر عرش تک اُس کا ایک چھوٹا حصہ ہے اس مقام پر جو دائرہ امکان کھینچکر دکھایا گیا ہے اُس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر عرش کے نیچے ہے اُسیقدر اوپر ہے مگر درحقیقت عرش کے اوپر جو عالم قدس اور عالم انوار ہے وہ بہت زیادہ وسیع ہے یہاں تک کہ اہل کشف نے لکھا ہے کہ اگر انسان ایک لطیفے کی اصل میں اپنی چال سے سیر کرے تو پچاس ہزار برس میں طے ہو مگر جسپر خدا کا فضل ہوتا ہے تو چند دنوں میں طے ہوجاتا ہے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ اب مقام کے طے ہونیکی حقیقت کیفقدر معلوم کریں۔ اِس پہلے مقام کی ابتدا قلب سے ہے جب طالب خدا پر فضل خداوندی ہوتا ہے اور کثرت ذکر قلبی و مراقبات اور توجہ مرشد سے یہ لطیفہ طے ہوتا ہے تو اُس پر یہ حالت طاری ہوتی ہے کہ تمام عالم میں جو فعل ہوتا ہے اُس کی نظر میں اُس کا فاعل اللہ ہی ہوتا ہے یعنی اسقدر غلبہ محبت الٰہی اور محویت ہوتی ہے کہ سوا اُس کے کچھ نظر نہیں آتا ہے ؎

لطائف خمسہ کا جُدا جُدا طے کرنا اور اُس کے بعد لطیفۂ نفس کی سیر کرنا اور پھر لطائف اربعہ عناصر پر

عبور کرنا جسکو **سلطان الاذکار** کہتے ہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی تعلیم تھی اُن کے صاحبزادوں اور خلفا نے اختصار کی غرض سے بعد[ل] طے کرنے

لطیفۂ قلب کے لطیفۂ نفس کی سیر کو قائم رکھا اور ارشاد کیا کہ اور لطائف اِس کے اندر

طے ہو جاتے ہیں۔ حضرت قبلہ کو اس طرح دیکھا گیا کہ اوّل تو لطیفۂ قلب پر زیادہ زور

دیتے ہیں اور اسی کی مشق کو باصرار فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ یہ **ارشاد فرمایا**

اس زمانے کے لوگ تمام لطیفے طے کرتے ہیں پہلے زمانے میں فقط لطیفۂ قلب کی

سیر میں بدرجہا ان سے زائد ہو جاتے تھے + ایک مرتبہ یوں **ارشاد ہوا کہ**

اگلے بزرگ جیسے حضرت **نظام الدین** اور حضرت **نصیر الدین** چراغ دہلوی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳) ہر کہ آید در نظر غیر تو نیست + یا توئی یا بوئے تو یا خوئے تو + حضرت مجدد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سیر قلبی میں جب فنا حاصل ہوتی ہے تو ماسوا اللہ کا خطرہ قلب میں نہیں آتا یہاں تک کہ اگر حضرت نوح علیہ السلام کی عمر اسے دیجاے اور اُس مدّت میں یہ قصد کرتا رہے کہ ماسوا اللہ کا خطرہ قلب میں آئے تو نہیں آ سکتا۔ سینہ اور قلب میں بہت وسعت معلوم ہوتی ہے اور انوار سے بھرا ہوا نظر آتا ہے۔ اب طالب غور کرے کہ سلوک میں اوّل مقام کی ابتدا کا یہ حال ہے پھر اُسکی انتہا کا کیا حال ہوگا اور بہتیرے مقام اس سے اوپر ہیں اللہ تعالیٰ طالبین حق کو ان مقامات کے نتیجے سے بہرہ یاب کرے اور جھوٹ اور فریب سے بچائے۔ آمین۔ سمجھنے والے خوب سمجھ لیں کہ مقامات طے کرنا لڑکوں کا کھیل نہیں ہے جو مقامات طے کرتے ہیں اُن کی ابتدائی حالت یہ ہوتی ہے جو ذکر کی گئی اور انتہی کیحالت تو وہم و خیال سے باہر ہے اللہ تعالےٰ جسے نصیب کرتا ہے وہی جانتا ہے۔ ۱۲

(حاشیہ متعلق صفحہ) [ل] ہر ایک لطیفے کے طے کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اسے فنا حاصل ہو اور فنا اُسوقت حاصل ہوتی ہے جب وہ لطیفہ اپنی اصل میں ملتا ہے مثلاً قلب کی اصل تجلی افعال الٰہیہ ہے جب سالک فیضانِ صحبت مرشد اور کثرت ذکر سے ایسا محو ہو جائے کہ اُسے اپنے اور تمام عالم کے افعال اللہ تعالیٰ ہی کے افعال نظر آنے لگیں اُسوقت سمجھے کہ لطیفہ قلب طے ہوا۔ روح کی اصل خدائے تعالیٰ کی صفات ثبوتیہ میں یعنی علم و قدرت وغیرہ جب اس مقام پر کثرت ذکر وغیرہ سے فضل خداوندی ہوتا ہے تو اپنے اور تمام عالم کے صفات نیست خیال کرتا ہے اور تمام قدرت اور ارادہ و علم وغیرہ سب اُس خدا لاشریک کے صفات حقیقی اسے نظر آتے ہیں

قدس سرہما فقط ذکر قلبی کرتے تھے مگر خلوص کیوجہ سے یہ مرتبہ تھا + میں نے عرض کیا
کہ یہ خلوص کیونکر حاصل ہو فرمایا دُعا کرو + اس قدر قلب پر توجہ دلانا کمال اتباع سنت کا
باعث ہی کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃٌ اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ
الْجَسَدُ کُلُّہٗ اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ اَوْ کَمَا قَالَ - یعنے
انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوتا ہے تو تمام جسم
دُرست ہوجاتا ہے اور جب وہ خراب ہوتا ہے تو تمام جسم خراب ہوجاتا ہے اور
آگاہ ہوکہ وہ ٹکڑا قلب ہی یعنی انسان کی صلاح اور فساد کا مدار قلب ہی - اگر قلب کی اصلاح
ہوگئی تو اسکے تمام اقوال وافعال دُرست ہونگے اور اگر اس کی درستی نہیں ہوئی تو
اوسکی کُل باتیں خراب ہیں - اگرچہ بظاہر اچھی ہی معلوم ہوں کیونکہ بُرے تخم سے ایسا
درخت نہیں اُگ سکتا جس سے عمدہ پھل کی اُمید ہو -

ذکر قلب کے بعد سُلطان الاذکار تعلیم فرماتے ہیں یعنی لطائف اربعہ عناصر کی سیر کا ارشاد
ہوتا ہے اور بعض وقت دیکھا گیا ہے کہ بعض صاحبوں کو چند مرتبہ کی صحبت کے بعد
سُلطان الاذکار تعلیم فرمایا اور یہ کہتے ہی کہ تمام جسم سے اللہ اللہ کیا کرو سر سے پیر تک
اُن کا ذاکر ہوگیا اور بخوبی اُن کو معلوم ہونے لگا کہ تمام جسم ہمارا اللہ اللہ کر رہا ہے -
قربان ایسی نظر توجہ کے - مگر اس کے لئے قابلیت بھی ضرور ہے -

اذکار واشغال کا بیان

سیر لطائف سے مقصود وصول الی اللہ اور دوام حضور[1] ہے مشائخ کرام نے اِس

---

[1] حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ طریقہ نقشبندیہ چار چیز سے عبارت ہی اوّل
ماسوا اللہ کا خطرہ قلب میں نہ آنا - دوسرے ہر وقت توجہ الی اللہ اور حضور کا ہونا تمام اکابر کے نزدیک کمال مرتبہ ولایت
یہی ہے - تیسرے جذبات - چوتھے واردات - پھر فرماتے ہیں کہ اکابر کے نزدیک تو مطلقاً خطرے کا نہ آنا معتبر ہی

نعمت عظمیٰ کے حصول کے لئے دو طریقے رکھے ہیں **اوّل** ذکر **دوم فکر**۔
ذکر سے مقصود اُس ذات پاک کی یاد ہے بذریعہ تسبیح ہو یا تہلیل یا تلاوت قرآن یا
اور طریقے سے مگر مناسب وقت اور موافق استعداد اہل زمانہ کے دلجمعی اور قلوب کو
ماسوی اللہ سے پاک کرنے کے لئے حضرات نقشبندیہ نے ابتدا میں دو طریقے ذکر کے
رکھے ہیں **اول** اسم ذات **دوسرے** نفی اثبات۔ **طریقہ اسم ذات**
یہ ہے کہ دوزانو بیٹھکر چند بار[1] توبہ استغفار کرکے **لطیفۂ قلب** کی طرف متوجہ ہو
اور خیال کرے کہ دل سے **اللہ اللہ** نکلتا ہے اور اُس ذات پاک کا دھیان رکھے
جسکا یہ نام مبارک ہے جسکے اوپر ہم ایمان لائے ہیں اور اس خیال کے وقت زبان کو
یا کسی عضو کو حرکت نہ دے اگر دل میں یا کسی عضو میں حرکت محسوس ہو تو اُسکی طرف
ہرگز توجّہ نہ کرے بلکہ اُسی خیال میں مشغول رہے اس طریقے سے تو صبح یا شام ذکر
کرے مگر اس خیال سے کسی وقت غافل نہو اُٹھتے اور بیٹھتے چلتے اور پھرتے
یہاں تک کہ حالت بول و براز میں بھی یہی خیال رہے اس سے مقصود یہ نہیں ہے
کہ تمام ضروری کام چھوڑ دے اور ہر وقت اسی خیال میں رہے۔ حضرت قبلہ نے
بعض مرتبہ مجھ سے **ارشاد فرمایا** این ہم کن آن ہم کن تا غلبہ کرا باشد +
مقصود یہ ہے کہ اس خیال کی مواظبت میں کوشش کرے پھر غلبۂ حال یا تو سب
کام چھڑا دے گا یا یکبارگی ایسی عنایت ایزدی ہوگی کہ کوئی کام اس خیال کو مانع
نہو گا اور **خلوت در انجمن** کا مدعا حاصل ہو جائے گا۔

جب قلب ذاکر ہو جائے تو اسیطرح **لطیفۂ روح** کی طرف متوجّہ ہو
اور دھیان کرے کہ روح سے اللہ اللہ نکلتا ہے اور اُس ذات پاک کے خیال

---

[1] مناسب ہے کہ پانچ بار یا پندرہ بار یا پچیس بار استغفار پڑھے اخیر عدد حضرت قبلہ کے اکثر معمول میں
ہے اس لیئے آپکے متوسلین کو اس عدد کا اختیار کرنا ...

میں محو ہو جائے جب یہ لطیفہ بھی جاری ہو جائے یعنی بے تکلّف اور بغیر خیال کے اُس سے ذکر جاری رہے اور جب اسکی طرف دھیان کرے تو اُسے ذاکر پائے تو **لطیفہ سر** کی طرف متوجہّ ہو اور اسیطرح ذکر کرے پھر **لطیفۂ خفی** سے اسکے بعد **لطیفۂ اخفی** سے پھر **لطیفۂ نفس** سے بطور مذکور ذکر کرے جب لطائف اربعہ عناصر پر نوبت پہنچے تو خیال کرے کہ تمام اعضا بلکہ ہر بُن مو سے **اللہ اللہ** نکلتا ہی حضرات نقشبندیہ کی اصطلاح میں اِسے **سُلطان الاذکار** کہتے ہیں۔

فائدہ۔ بعض وقت دیکھا گیا کہ لطیفہ جاری ہو جاتا ہے مگر ذاکر کو اس کا ادراک نہیں ہوتا۔ فقیر پر خود ایسی حالت گزری ہے عرصے تک مجھے اپنے لطائف کے جاری ہونے پر اطلاع نہیں ہوئی۔ میں نے مکرر حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت لطیفہ کیونکر جاری ہوتا ہے **ارشاد ہوا** کہ تمہارے لطیفے جاری ہیں اور تمہیں علم نہیں ÷ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے نہیں معلوم ہوتا۔ عرصے کے بعد حرکت ذکر کی ایسی محسوس ہونے لگی کہ کچھ شک و شبہہ نرہا اور صفائی لطیفہ کی علامت بزرگوں نے یہ لکھی ہے کہ اُس لطیفے کا نور سالک پر ظاہر ہو جائے۔ ہر ایک لطیفے کا نور جُداگانہ رنگ رکھتا ہی **قلب کا نور زرد** مثل نور چراغ کے ہی اور **رُوح کا نور سُرخ** اور **سر کا نور سفید** اور **خفی کا نور سیاہ** اور **اخفی کا نور سبز** ہے جس سے شان محبوبیت ٹپکتی ہے اور نفس کا نور بے کیف ہی۔

طریقۂ نفی واثبات یہ ہے کہ لا کو ناف سے اُٹھا کر دماغ تک لیجائے اور الہ کو داہنے مونڈھے پہ لائے اور الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے مگر یہ سب خیال سے کرے جسم کو حرکت نہو۔ اس طریقے کی تعلیم میں حضرت نے سر سے بھی اشارہ کیا اور انگشت شہادت سے بھی اِس طرح بتلایا کہ صورت خیالیہ معکوس لا کی نظروں میں پھر گئی یعنے یہ شکل ....

دماغ

شانہ

قلب

ناف
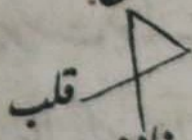
میں نے عرض کیا کہ حضرات نقشبندیہ فرماتے ہیں کہ نفی اثبات اِس طرح کرے کہ سب لطیفوں پر اثر پہونچے۔ **ارشاد ہوا** کہ اچھی طرح معنوں کا خیال کرکے اِسی طریق سے کرے سب لطیفوں پر کیا پاس بیٹھنے والے پر اثر ہونے لگتا ہے ✤ واقعی تجربہ اِسکی شہادت دیتا ہے کہ جسوقت کامل طور سے متوجہ ہو اور وقت نفی کے ماسوی کی نفی اور وقت اثبات اُس ذات مُطلق کا اثبات کرے تو بلاشبہ تمام بدن پر اثر معلوم ہوتا ہے۔ اس ذکر کو حبس دم کے ساتھ بھی کرتے ہیں اور بغیر حبس دم کے بھی۔ اگر حبس دم کے ساتھ کرے تو سانس کو ناف کے نیچے روک لے اور جس طرح ابھی بیان کیا گیا اُسی طرح ذکر کرے مگر ایک سانس میں عدد طاق کا لحاظ رکھے یعنی تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ ایک سانس میں ذکر کرے اور سانس چھوڑنے کے وقت **محمد رسول اللہ** زبان خیال سے کہے۔ حضرات نقشبندیہ حبس دم کو ذکر میں ضروری نہیں کہتے البتہ مُفید بتاتے ہیں۔ حضرت نے جسوقت ذکر نفی واثبات تعلیم فرمایا اُسوقت میں نے عرض کیا کہ حبس دم کے ساتھ کروں یا بغیر حبس دم کے۔ **ارشاد ہوا** کہ جس طرح ہوسکے کچھ حبس دم کی قید نہیں ہی ✤ اِس بنا پر فقیر نے بغیر حبس دم کے وہ فائدے دیکھے جو صوفیہ نے حبس دم میں بیان فرمائے ہیں۔ اِس میں شبہہ نہیں کہ حبس دم مفید ہوتا ہے اور ذوق وشوق اور رقت قلب پیدا کرتا ہے مگر اکثر محرور المزاجوں کو ضرر کرتا ہے یہاں تک کہ بعض کو بیکار کردیتا ہے اِس قدر حرارت بڑھا دیتا ہے کہ طالب کو تحمل نہیں ہوتا اور امراض شدیدہ کا باعث ہوجاتا ہے۔

فقیر نے زیادتی حرارت اور نہایت بےچینی کیحالت میں اس طرح شغل کرایا کہ قلب کیطرف متوجہ ہوکر یہ تصور کرے کہ فیضان الٰہی مثل پھُوار کے قلب پر گر رہا ہے اور اوس میں پیوست ہوتا ہے اور اگر تمام جسم میں غلبۂ حرارت معلوم ہو تو سارے جسم پر پھوار کا پڑنا

بیان کیا کہ جہاں اِس شغل کو تھوڑی دیر کیا کچھ ایسی ٹھنڈک اور راحت قلب میں پہونچتی ہے کہ فوراً نیند آجاتی ہے۔ غرضکہ حبس دم کے ساتھ اگر اس شغل کو بھی کرے تو انشاء اللہ حبس دم سے ضرر نہوگا مگر حرارت کی مقدار کا خیال رکھے جسقدر اس میں زیادتی ہو اُسیقدر شغل کو بڑھاوے اور فیضانِ الٰہی کو مثل مینھ کے برستا ہوا تصور کرے۔ مجھے حرارت قلب کی وجہ سے سوء تنفس ہو گیا تھا اُس حالت میں ذکر و نفی و اثبات نہیں ہو سکتا تھا میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا **ارشاد ہوا** کہ زیادہ نہیں تو تین ہی بار کر لیا کرو اگر بیٹھا نہ جائے تو لیٹے لیٹے سہی۔ سُبحان اللہ۔ کیا تسہیل ہے یہ بھی اتباع سنت ہے کیونکہ الدین یسرٌ حدیث نبوی ہے۔ حضرات نقشبندیہ نے لکھا ہے کہ ذکر نفی و اثبات میں تین سو مرتبہ سے کم نہ ہونا چاہیئے۔ مگر حضرت قبلہ نے نہ مجھسے کسی مقدار کی تعیین فرمائی اور نہ کبھی اور طالب کو دیکھا گیا اس کی وجہ یہی تسہیل ہے اِس ذکر میں چند شروط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اوّل یہ کہ جسوقت لا الٰہ کہے تو خیال کرے کہ کوئی میرا مطلوب اور مقصود نہیں ہے اور جب الا اللہ کہے تو خیال کرے کہ اللہ میرا مقصود اور مطلوب ہے اسکے بعد نفی کے وقت اپنی اور کل موجودات کی نفی خیال کرے اور اثبات کے وقت اُس ذات پاک کے وجود کو ثابت کرے یعنی ابتدا میں لا مقصود الا اللہ۔ اور انتہا میں لا موجود الا اللہ کا خیال رکھنا چاہیئے اور بغیر لحاظ معنے کے ذکر بیکار ہے **دوم** یہ کہ چند بار مثلاً پچیس بار ذکر کرنے کے بعد زبان دل سے نہایت عاجزی اور نیازمندی سے درگاہ خداوندی میں التجا کرے کہ میرا مقصود تو ہے اور تیری رضامندی ہے۔ میں نے تیرے لئے دُنیا و آخرت کو چھوڑا اپنی محبت و معرفت عنایت کر۔ حضرات نقشبندیہ اسے بازگشت کہتے ہیں **سوم** یہ کہ قلب کی طرف توجہ رکھے مگر اُس کی شکل کا خیال نہو۔ اور دل کو اُس ذات پاک کی طرف متوجہ رکھے بغیر ان دونوں توجہوں کے حصول مدعا غیر ممکن ہے

چہارم یہ کہ قلب کو خطرات نفسانی سے باز رکھے جسوقت کوئی خطرہ آوے اُسے دفع کرے۔

فائدہ جلیلہ۔ اگر ماسوائے خدا کے کسی سے دل کو تعلق ہوجائے یا کوئی بُری عادت دل میں جگہ پکڑ جائے تو ذکر نفی و اثبات میں اُسی شے کی نفی کرے مثلاً کسیکو مال کی محبت ہے تو اُسکے دُور ہونے کے لئے لَآ اِلٰہَ کہنے کے وقت یہہ خیال کرے کہ مجھ میں مال کی محبت نہیں ہے اور اِلَّا اللّٰہُ کہنے کے وقت یہ خیال کرے کہ اللہ کی محبت میرے قلب میں ہے۔ اسیطرح جو مانع پیش آوے اُس کو اُسی طرح دفع کرے اور جب تک وہ دفع نہو اِسی طریقے کو کئے جائے بفضلہ تعالےٰ وہ مانع دُور ہوجائے گا خوب تجربہ ہوا ہے۔ حضرت مرزا صاحب[1] قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ذکر نفی و اثبات سے صفات ذمیمہ بشریہ اس طریقے سے زائل ہوتے ہیں کہ ہر ایک صفت ذمیمہ کو جُدا جُدا حالت ذکر میں چند روز کلمۂ لا[2] سے نفی کرے اور اُس کی جگہ محبت خدا کو ثابت کرے یہانتک کہ وہ صفت زائل ہوجائے فکر کے طریقے بھی مختلف ہیں اور بلحاظ اختلاف مقامات اور حالات کے جُداگانہ افکار ہیں جنکو اشغال اور مراقبات بھی کہتے ہیں۔ حضرت امام ربّانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جس طرح ہر ایک لطیفے کی صفائی کے لئے ذکر ارشاد فرماتے تھے اسیطرح مراقبہ بھی ہر ایک لطیفے کے واسطے جُدا جُدا تعلیم فرماتے تھے۔

بیان مراقبہ اوّل یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ مراقبہ کسے کہتے ہیں۔ مراقبے کے معنی ہیں انتظار کرنا۔ پس اصل مراقبہ یہ ہے کہ طالب اپنے آپ کو عاجز اور محتاج سمجھکر اُس فیاض سرکار کے فیض کا انتظار کرے اور کسی

---

[1] یعنی حضرت مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ ۱۲

[2] حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس خیال کے ساتھ نفی و اثبات کی کثرت کرے اور جناب الٰہی میں تضرع والحاح کے ساتھ [illegible]

لطیفے پر اُسے آتا ہوا خیال کرے اور نگاہ دِل کی ٹکٹکی بھلا ایسی تو بندھ جائے جیسے
بلّی چوہے کے بِل پر اُسکے آنے کے انتظار میں بیٹھ جاتی ہے اور نظر ہٹا نا کیا معنے
اُسکے بدن کو بھی جنبش نہیں ہوتی یہ عموماً مراقبے کی صفت ہے اب یہاں ہر ایک لطیفے
میں جو مراقبہ کیا جاتا ہے اُس کا طریقہ یہ ہے کہ اوّل اپنے قلب کو حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے قلب مبارک کے روبرو خیال کرکے سرکار فیاض سے التجا کرے
کہ الٰہی تیری تجلی افعال کا فیض جو قلب مبارک حضور حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے
ذریعہ سے حضرت آدم علیہ السلام کے قلب میں پہونچا ہے وہ اِس عاجز کے قلب میں
پہونچے اور اسکے انتظار میں محو ہو جائے۔ کثرت ذکر اور اس مراقبہ کی زیادتی سے
اگر فضل ایزدی ہوا تو فنائے قلب تجلی افعالی میں ہوگی یعنے یہ حالت طاری ہوگی کہ
اپنے اور تمام جہان کے افعال کو اسی وحدہٗ لاشریک کا فعل جانے گا اور کسی کا فعل اسکی
نظر میں نہ رہیگا اور ماسوائے اللہ کی محبت تو کیا خطرہ بھی قلب میں نہ رہیگا۔ قلب کو
تعلق تجلی افعالی اور حضرت آدم علیہ السلام سے ہے اسلیئے فنا اس کی اس تجلی میں
ہوتی ہے اور اس قسم کا فیض عنایت ہوتا ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کو ہوا تھا
جو سالک اِس لطیفے کے ذریعہ سے واصل ہوتا ہے اُسے آدمی المشرب کہتے ہیں۔
روح کو تعلق خدائے تعالےٰ کے صفات ثبوتیہ و حضرت نوح اور حضرت ابراہیم
علیہما السلام سے ہے اِسلیئے اس کا مراقبہ اس طریقے سے کرنا چاہیئے کہ اپنے لطیفہ
رُوح کو حضور علیہ السلام کی روح منور کے روبرو خیال کرکے اُس فیاض سرکار سے
التجا کرے کہ الٰہی صفات ثبوتیہ کے انوار جو حضور حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی روح
مبارک کے ذریعے سے حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کی روح کو پہونچے
ہیں وہ میری روح کو مرحمت ہوں۔ جب اُس سرکار سے یہ فیض عنایت ہوتا ہے
اور فنائے روح حاصل ہوتی ہے تو طالب اپنے اور تمام عالم کے صفات ثبوتیہ کو

اُسی وحدہٗ لاشریک کی طرف منسوب جانتا ہے۔ جو سالک اِس لطیفے کے ذریعہ سے واصل ہووے اُسے ابراہیمی المشرب کہتے ہیں۔ صفات ثبوتنیہ سات ہیں سُنتا دیکھنا۔ بات کرنا۔ جاننا۔ زندہ رہنا۔ ارادہ کرنا۔ قدرت رکھنا۔ یہ صفتیں جو بندے میں عارضی اور تشبیہی طور سے ہیں انھیں وہ مسلوب جانتا ہے اور اُسی طرف منسوب کرتا ہی جسکی یہ حقیقی اور اصلی صفت ہیں۔

لطیفہ سِر کو تعلق شیُونات ذاتیہ یعنی خدائے تعالےٰ کی شانوں اور حضرت موسٰے علیہ السلام سے ہو اِسلیئے یہاں اُسی طریق سے خدائے تعالیٰ کی شانوں کا فیض اپنے سِرّ میں آتا ہوا خیال کرے۔ صفات ثبوتیہ اور ہیں اور شیونات ذاتیہ اور صفات ثبوتیہ کا بیان اوپر ہوا۔ اور شیونات ذاتیہ وہ صفات ہیں جنکی مناسبت بندوں کے صفات میں نہیں ہے مثلاً شان معبودیت شان قدوسیت جب اِس لطیفہ کی سیر نصیب ہوتی ہے تو سالک اپنے آپ کو فنا فی اللہ پاتا ہے یہ وہ مقام ہی کہ بعض وقت بے اختیار سبحانی ما اعظم شانی اور انا الحق زبان سے نکلتا ہی

لطیفہ خفی کو تعلق صفات سلبیہ الٰہیہ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام سے ہی اسلیئے بطور سابق صفات سلبیہ کا فیض اپنے لطیفہ خفی میں آتا ہوا خیال کرے۔

لطیفہ اخفی کو تعلق شان جامع اور حضور حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ہو اِس لئے بطریق مذکور شان جامع کا فیض اپنے لطیفہ اخفی میں آتا ہوا خیال کرے۔

مراقبہ احدیت اس کے بعد دائرہ امکان میں مراقبہ احدیت ہی اوسمیں اس طریقے سے تصور کرے کہ اُس ذات جامع الکمالات کا فیض جسکا نام مُبارک اللہ ہے میرے قلب میں آتا ہے اس انتظار و خیال میں اپنے تئیں محو کردے جبوقت حضرت نے یہ مراقبہ تعلیم فرمایا میں نے عرض کیا کہ اس طرح خیال کرے کہ فیضانِ الٰہی بوسیلہ قلب مرشد میرے قلب میں آتا ہے ارشاد ہوا کہ نہیں اسکی

کوئی ضرورت نہیں ہے جس طرح ہم کہتے ہیں اُس طرح کرو ؛ البتہ عرصے کے بعد یہ ارشاد ہوا کہ ہم غائبانہ حضرت سے توجّہ لیا کرتے تھے اور حضرت اپنے خلفا سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو فلاں شخص توجّہ لے رہا ہے ؛ یہ فرما کر ارشاد ہوا کہ تم بھی خیال کیا کرو کہ پیر کے قلب سے ہمارے قلب میں فیضان آتا ہے ؛ مگر مراقبۂ احدیت اور امر ہے اور یہ توجّہ لینا اور شے ہی حضرت ایشان قدس سرہٗ نے فرمایا ہی کہ جب مراقبۂ احدیت شروع کرے توجسوقت اسم ذات کا ذکر کرے تو اسم ذات کے ساتھ حاضر اور ناظر کو بھی خیال کرے یعنی اللہ اَحَدٌ وحَاضِرٌ وناظِرٌ کا دھیان کرے اور اسی دائرہ امکان کی ابتدا میں یہ مراقبہ بھی کیا جاتا ہے کہ نہایت فروتنی اور عاجزی کے ساتھ ہروقت دل کی طرف توجہ رہے اور اُس ذات پاک وحدہٗ لاشریک لہٗ کا دھیان رکھے تا مقدور خود کسی حالت اور کسی کام میں اس خیال سے غافل نہو اور اس خیال کے ماسوا جو خطرہ قلب میں آوے اُسے دفع کرے یہاں تک اسکی مشق ہو کہ بے تکلف ہر وقت اُس ذات پاک ہی کا دھیان رہنے لگے یہاں تک کہ اپنے آپ کو بھی بھول جائے ۔ ؎

عجب خوش خلوتی دارم کہ من ہم نیستم محرم
بروائے عقل نامحرم کہ امشب باخیال او

اگرچہ اِس فکر میں بجز خیال مذکور کے ذکر نہیں ہے مگر بغیر کثرت ذکر جسکا بیان اوپر ہو چکا ہے اِس امر کا حصول دشوار ہے ۔

پاس انفاس ۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ پاس انفاس میں لآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا خیال کروں یا اَللہُ ھُو کا **ارشاد ہوا** کہ اختیار ہی خیال چاہیئے اس کا ہو یا اُس کا ؛ حضرات نقشبندیہ ابتدا میں **شغل رابطہ** یعنی تصور شیخ بھی تعلیم کرتے ہیں اور اس کو نہایت موثر اور سہل ترین راہ بتاتے ہیں مگر حضرت قدس سرہٗ بسبب کمال احتیاط کے اسکی تعلیم نہیں فرماتے میں نے مکرر تصور شیخ کے نسبت دریافت کیا ۔ ایک مرتبہ ارشاد ہوا کہ ہمارے حضرت کے یہاں یہ تعلیم نہیں تھی شیخ کی

محبّت اور اس کا اتباع چاہیئے اور محبت کی وجہ سے بے اختیار تصور آجانا اور بات ہے۔ خود صحابہؓ کو ایسا ہوتا تھا چنانچہ بعض صحابہ کا مقولہ ہے کَاَنِّیْ اَنْظُرُاِلٰی بَیَاضِ سَاقَیْہِ + حضرت ایشان[2] نے جو اپنے مکتوبات میں تحریر فرمایا ہو کہ ذکر بے رابطہ موصل الی اللہ نہیں ہے اور رابطہ بغیر ذکر موصل ہو سکتا ہے۔ اِس سے مراد محبت شیخ ہے نہ تصور شیخ۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ حضرت رابطہ کیا ہے **ارشاد ہوا** کہ شیخ سے محبت ہو جانا اور اُس کی کیفیت مرید میں آجانا کم یا زیادہ + میں نے عرض کیا کہ تصور شیخ کو رابطہ کہتے ہیں **ارشاد ہوا** کہ تصور یا بے تصور شیخ کی محبت ہونا چاہیئے ہمنے کبھی نہیں کیا ہم تو وہی باتیں کرتے تھے جو حدیث میں آئی ہیں اُسی سے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ جاری رہتا تھا۔ یاد رکھو کہ جو بات شریعت کے اتباع اور اُن اعمال سے حاصل ہوتی ہی جو حدیث میں آئے ہیں وہ کسی سے نہیں ہوتی + حضرات نقشبندیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جسوقت ذکر کرنے بیٹھے اُسوقت شیخ کی صورت کو اپنے روبرو خیال کرے حضرت یہ بھی نہیں فرماتے تھے۔

مراقبۂ احدیت پر دائرہ امکان ختم ہوتا ہے اَب اس امر کا دریافت کرنا کہ واقعی دائرہ امکان قطع ہو گیا صاحب کشف کو اپنے کشف سے معلوم ہو جاتا ہے مگر یہہ امر اس زمانے میں نادر ہو گیا ہی اِسلیئے اسکے لئے یہ علامت رکھی گئی ہے کہ دل کو اطمینان اور حضور یعنے توجّہ الی اللہ اسقدر ہو جائے کہ پہر پہر بھر یا چار چار گھڑی تک

دائرہ ظلال اسما و صفات

تمام اولیاے اہل مناصب کا بالاصالت یہی مقام ہے اور اس سے ترقی بتبعیت ہوتی ہی اور آہ و نالہ اور استغراق اور بیخودی اور نسیان ماسوا اور وحدت وجود کا زور و شور ہوتا ہے

[2] یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ ۱۲

ماسوی اللہ کا خطرہ بھی دل میں نہ آئے اسکے بعد جب سالک ترقی کرتا ہے تو دائرہ ظلال میں پہونچتا ہے اور اسی دائرے کو دائرہ ثانیہ اور دائرہ ولایت قلب اور دائرہ ولایت صغریٰ بھی کہتے ہیں اسمیں مراقبۂ معیت کی تعلیم ہوتی ہے اسوجہ سے حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے بعد مراقبۂ احدیت ارشاد فرمایا کہ ہر وقت اپنے اور ہر شے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت کا خیال رکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاللّٰهُ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ یعنے اللہ تمھارے ساتھ ہے جہاں تم ہو۔ اِس آیت کے معنے کو خیال میں جمائے اور اس امر کو خوب ذہن نشین کرے کہ اللہ تعالےٰ میرے ساتھ ہے بلکہ ہر شے کے ساتھ معیت خیال کرے اور کسی وقت اور کسی حال میں اس خیال سے غافل نہ رہے حضرات مجددیہ نے لکھا ہی کہ جب قلب کی یہ حالت ہو کہ چار چار گھڑی تک جمعیت اور حضور رہے اور کوئی خطرہ نہ آئے اُس وقت یہ شغل کرے۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ میرے حال کے مناسب مراقبہ ارشاد فرمایئے ارشاد ہوا کہ اللہ موجود ہے اور ہر شے اُسکی وحدت میں فانی ہے + اِس کے بعد یہ آیت پڑھی كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ مقصود یہ تھا کہ مراقبۂ بقا و فنا اس آیت کے مضمون میں مراقبہ کرنا ہے اِسقدر ذکر اور فکر کا بیان مبتدی کے لئے کیا مگر اس زمانے کے منتہیوں کیلئے کافی ہے اللہ تعالےٰ عمل کی توفیق دے اگر مشیت الٰہی ہوئی تو دوسرے رسالہ میں اسکا مفصل بیان کرونگا۔

اوراد کا بیان

جب میں ۱۲۹۳ھ ہجری میں حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا کہ تین سو مرتبہ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اور اوّل و آخر پچیس پچیس مرتبہ درود شریف پڑھ لیا کرو اسکے بعد بذریعہ تحریر اسکے پانسو مرتبہ پڑھنے کا ارشاد ہوا بعد ازاں بذریعہ تحریر یہ بھی حکم ہوا کہ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ پڑھ لیا کرو مگر کوئی مقدار اسکے لئے معین نہیں فرمائی۔ ایک مرتبہ میں نے

حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور نے بلا تعین یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام پڑھنے کا حکم فرمایا
تھا میں یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن پر قیاس کر کے پانسو مرتبہ اسے بھی پڑھتا ہوں۔
ارشاد ہوا کہ اسقدر نہیں تھوڑا سا پڑھ لینا کسی وقت کافی[1] ہے۔ بزرگوں نے
یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن پانسو مرتبہ اور پچیس پچیس مرتبہ درود اول و آخر پڑھا ہے اور حضرت
مجدد رضی اللہ عنہ پانسو[2] مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ اور سو سو مرتبہ درود
اوّل و آخر۔ اور حضرت ایشان نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ
مِنَ الظّٰلِمِیْن پانسو مرتبہ اور درود اول و آخر سو سو مرتبہ پڑھا ہے ✤ میں نے عرض
کیا کہ حضرت ان کو کسقدر پڑھتے ہیں **ارشاد** ہوا کہ جب سے بیمار ہوا ہوں دس[1]
دس[1] مرتبہ پڑھ لیتا ہوں ✤ ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا تھا کہ ہمیشہ پڑھے اگرچہ دس دس ہی مرتبہ
پڑھے ✤ ایک مرتبہ **ارشاد** ہوا کہ شب کو لیٹنے کے بعد سو مرتبہ قُلْ ہُوَ اللّٰہ پڑھ لیا
کرو اور دعا مانگ کر سو رہا کرو ✤ دعا میں ایسے الفاظ فرمائے جو دین و دنیا اور مرتبہ عرفان
کے لئے جامع تھے افسوس کہ مجھے یاد نہ رہے اِس سے پیشتر ارشاد ہوا تھا کہ سوتے
وقت سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اور سو مرتبہ قُلْ ہُوَ اللّٰہ پڑھا کرو اسکے بموجب
میں عشا کے وقت ان دونوں کو پڑھ لیتا تھا اس وجہ سے میں نے عرض کیا کہ میں
پڑھتا ہوں مگر لیٹنے سے پہلے پڑھ لیتا ہوں **ارشاد** ہوا کہ بس سُنّت یہی ہے
جو ہمنے بیان کیا ✤ یہ فرماکر آپ لیٹ رہے مکرر **ارشاد** ہوا کہ جب تھوڑی رات
رہجاتی تھی تو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن
اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ بھی پڑھتے تھے

---

[1] اِس ارشاد کے بعد میں نے ایک سو مرتبہ پڑھنے کا معمول کیا پھر حضرت قبلہ علیہ الرحمہ کا ایک خط دیکھا
حافظ عبدالستار صاحب تاجر کتب کے نام اُسمیں اسکی مقدار سو ہی مرتبہ لکھی ہے الحمد للہ علیٰ ذلک ۱۲

[2] ختم مجددیہ اسیکو کہتے ہیں ۱۲

ایک مرتبہ یوں ارشاد ہوا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اُٹھتے تھے تو پڑھتے تھے سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ ضِیْقِ الدُّنْیَا وَضِیْقِ الْاٰخِرَۃِ اور ابوداؤد کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ ضِیْقِ الدُّنْیَا وَضِیْقِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اور دس مرتبہ اس کا پڑھنا آیا ہے۔ غرضکہ ان سب اوراد کے پڑھنے کا ایما ہوا۔ اِس سے پیشتر ارشاد ہوا تھا کہ پچھلی رات کو اگرچہ اور کچھ نہ ہو تو استغفار کر لیا کرے دیکھو قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَبِالْاَسْحَارِ ھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ اور ھُمْ یُصَلُّوْنَ نہیں فرمایا + غرضکہ تہجد کی نماز سے زیادہ آپ اس امر کی تاکید فرماتے ہیں کہ پچھلی رات کو اُٹھ کر استغفار کرے اور اپنے گناہوں پر نادم ہو کر روئے۔

ایک مرتبہ جنون کا ذکر فرمایا اس میں ارشاد ہوا کہ یہ درود پڑھا کرو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی مُؤْمِنِ الْجِنِّ اس سے اُنکو بہت فائدہ ہوتا ہے + میں نے عرض کیا کہ کوئی خاص درود شریف ارشاد ہو جسکے پڑھنے سے زیارت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہوا کرے ارشاد ہوا کہ کوئی خاص درود شریف نہیں ہے خلوص پیدا کرنا چاہیئے + تھوڑے تامل کے بعد ارشاد ہوا کہ البتہ حضرت سید حسن رسول نما کو اس درود کا عمل تھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ اِس سے خود اُنھیں بھی زیارت ہوتی تھی اور جسے وہ بتا دیتے تھے اُسے بھی ہو جاتی تھی گیارہ سو مرتبہ اسکو روز پڑھے میں بھی پڑھتا ہوں اسی وجہ سے میری تسبیح کے شمار دانے گیارہ رہتے ہیں + میں نے عرض کیا کہ بعد عصر حضور اسی کو پڑھتے ہیں ارشاد ہوا کہ نہیں دن میں کسی وقت پڑھ لیتا ہوں اُسوقت تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتا ہوں + پھر میں نے عرض کیا کہ حضور کلمہ کسقدر پڑھتے ہیں ارشاد ہوا کہ پہلے پڑھتے تھے اب تھوڑا سا پڑھتے ہیں ہمارے حضرت دس ہزار مرتبہ درود شریف

لکھ لینے اعلیٰ حضرت شاہ محمد آفاق قدس سرہ رحمۃ اللہ علیہ

اور پچاس ہزار مرتبہ کلمہ پڑھتے تھے اور دس پارے قرآن مجید کے تہجد میں پڑھنے کا معمول
تھا اور کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا دس پارے اتنی دیر میں ہوجاتے تھے کہ انجان سمجھے کہ ایک
پارہ پڑھا ہوگا اور پانچوں وقت صلوٰۃ التسبیح پڑھتے تھے اور حضرت خواجہ محمد زبیر بعد ظہر
دو رکعت نفل میں ہر روز قرآن مجید[1] ختم کرتے تھے اسکے بعد کھانا کھاتے تھے اور حقہ[2] پیتے
تھے پھر وضو کرکے عصر کی نماز پڑھتے تھے ؛ **درالمعارف** میں حضرت قبلۂ عالم کے حالات
میں لکھا ہے کہ آپ صلوٰۃ اوابین میں دس پارے قرآن مجید کے پڑھتے تھے۔ اسکے بعد
مردوں کا حلقہ ہوتا تھا اور آپ توجہ دیتے تھے۔ پھر دولت خانہ میں تشریف لیجاکر عورتوں کا
حلقہ کرتے تھے اور آدھی رات کو چند گھڑی آرام فرماکر تہجد کے لئے اُٹھ بیٹھتے تھے
اور تہجد کی نماز میں چالیس مرتبہ یا ساٹھ مرتبہ سورۂ یٰسٓ پڑھتے تھے بعد ازاں چاشت
کے وقت تک مراقب رہتے تھے۔ پھر مردوں کا حلقہ ہوتا تھا اور آپ توجہ دیتے تھے
پھر تھوڑی دیر قیلولہ فرماکر قرأت طویل کے ساتھ چار گھڑی میں نماز فی الزوال پڑھتے تھے
پھر ختم خواجگان پڑھکر ظہر کی نماز ادا کرتے تھے بعد اسکے قرآن مجید کی تلاوت کرکے
کھانا نوش کرتے تھے رات دن میں یہی وقت حضرت کے کھانے کا تھا بعد عصر
کے مشکوٰۃ شریف۔ یا مکتوب امام ربانی کا درس فرماتے تھے۔ غرضکہ تمام دن توجہ دینے
اور ہدایت خلق میں صرف کرتے تھے۔ جب آپ مکان سے مسجد تشریف لاتے تھے تو
امرا اپنے دوشالے اور پگڑیاں مکان سے مسجد تک بچھا دیتے تھے تاکہ قدم مبارک
زمین پر نہ پڑے اور اگر کسی مریض کی عیادت یا دعوت میں جانے کے لئے سوار ہوتے

---

[1] حضرت قبلۂ عالم کی کرامت تھی جسکا ظہور ہر روز ہوتا تھا مگر درالمعارف سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ
بعد ظہر تلاوت قرآن مجید فرماکر کھانا نوش کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کبھی نفل میں
ختم کیا اور کبھی یوں تلاوت کی ۱۲ [2] ہمارے حضرت علیہ الرحمہ بھی حقہ پیتے تھے مگر ہر چلم پر تازہ ہوتا
تھا اور تقریباً دوسرے تیسرے روز وہ حقہ ہی بدل دیا جاتا تھا یعنی کسیکو دیدیتے تھے دوسرا نیا منگا لیتے
تھے لکھنؤ کا معمولی حقہ ہوتا تھا غرضکہ اس حقہ پینے سے منہ میں بو کسی طرح نہیں آسکتی ہے ۱۲

تو بادشاہوں کے مثل آپ کی سواری جاتی تھی۔ ایک روز دہلی کی جامع مسجد کے نیچے سے
آپ کی سواری نکلی حضرت شاہ گلشن رحمۃ نے دیکھا کہ ایک شخص پالکی میں سوار ہے اور بہت
سی پالکیاں اُسکے پیچھے چلی جاتی ہیں اور مجمع کثیر اُن پالکیوں کے ہمراہ ہے اور انوار الٰہی
اُس پالکی کے اِس طرح محیط ہیں کہ پالکی سے لیکر آسمان تک نور تاباں کا ایک تختہ معلوم
ہوتا ہے اور تمام گلی نور سے بھر گئی ہے۔ حضرت شاہ گلشن نے اپنے سر سے پُرانی
کملی کو اُتار کر ڈالدیا اور اپنے مریدوں سے فرمایا کہ اس میں آگ دیدو۔ اُنھوں نے عرض
کیا کہ اس کا کیا سبب ہے۔ فرمایا کہ اس امیر کی سواری پر ایک ایسا نور ہے کہ میں نے کبھی
اپنی کملی میں مشاہدہ نہیں کیا باوجودیکہ تیس برس اس کملی میں ریاضت سے گزرانے ہیں
کسی نے عرض کیا کہ یہ سواری حضرت محمد زبیر کی ہے۔ آپ نے فرمایا الحمدللہ کہ ہمارے
پیرزادے ہیں ہماری آبرو باقی رہی اور اپنے مریدوں کو حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں
بھیجا اور فرمایا کہ جس جا حضرت تشریف رکھتے ہوں ہم کو مرید کرنا جائز نہیں انتہے۔
ایک مرتبہ پھر کلمہ پڑھنے کی مقدار میں نے دریافت کی **ارشاد ہوا** کہ اب تو بسبب
ضعف کے پڑھا نہیں جاتا پہلے چار ہزار مرتبہ دم بند کرکے پڑھتے تھے اور درود شریف
کا تو اسیقدر معمول تھا۔ میں نے عرض کیا کہ بعد ظہر اِنَّا فَتَحْنَا پڑھنا چاہیئے۔
ارشاد ہوا کہ حدیث میں نہیں آیا ✤ عرض کیا بعد عصر عَمَّ یَتَسَاءَلُوْنَ پڑھنا
چاہیئے۔ **ارشاد ہوا** کہ یہ بھی حدیث میں نہیں آیا مگر میں کبھی بعد عصر اور کبھی قبل عصر پڑھ
لیتا ہوں ✤ ایک مرتبہ میں نے اِس طرح عرض کیا کہ بعد ظہر حضور کے کیا پڑھنے کا
معمول ہے۔ فرمایا کہ لوگ اِنَّا فَتَحْنَا پڑھتے ہیں ہم تو لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ اور بعض
سورتیں پڑھ لیتے ہیں ✤ واضح ہو کہ متاخرین نقشبندیہ نے روزانہ کلمہ پڑھنے کی
مقدار پانچہزار بیان کی ہے مگر حضرت کے ارشاد سے کسی مقدار کی تعیین نہیں پائی
جاتی جو مقدار کہ اعلیحضرت کے معمول میں تھی اُسکا ہونا تو اسوقت کے کم ہمتوں سے

غیر ممکن ہے بلکہ فی نفسہ بھی اور معمولات کے ساتھ اس مقدار کا ہونا دشوار ہے لہذا جسقدر ہو سکے ایک مقدار معین کر کے ہر روز پڑھ لیا کرے مگر بحضور دل معنوں کا لحاظ ضرور ہے۔

اِس بیان سے اکثر معمولات خانقاہ آفاقیہ معلوم ہوئے ان کے علاوہ حضرت قبلہ کے معمولات وہی ہیں جو حصن حصین میں مذکور ہیں طالب کے لئے چند معمولات لکھے جاتے ہیں حضرت کا معمول ہے کہ ذی علم ارادتمندوں کو حصن حصین کا حوالہ دیتے ہیں اور جسقدر اوراد اُس میں صبح و شام اور دوسرے وقتوں کے لئے لکھے ہیں انکے ورد رکھنے کی تاکید فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت قبلہ نے یہ دعا پڑھی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی ذَنْبِی وَوَسِّعْ لِی فِی دَارِی وَبَارِكْ لِی فِی رِزْقِی اور ارشاد ہوا کہ وضو کے اندر اسی دُعا کا پڑھنا حدیث سے ثابت ہی اور کسی دعا کا پڑھنا حدیث میں نہیں آیا + سنت فجر کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرَائِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ وَمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ اور داھنے پہلو پر ذرا لیٹ جائے۔ ہر فرض کے بعد آیۃ الکرسی خَالِدُوْنَ تک اور کلمۂ توحید[1] یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ایک مرتبہ پڑھے۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ آیۃ الکرسی عَظِیْمُ تک پڑھنا چاہیئے یا خَالِدُوْنَ تک ارشاد ہوا کہ جہانتک چاہے ہمتو خَالِدُوْنَ تک پڑھتے ہیں + نماز فجر اور مغرب کے بعد کلمۂ مذکور دس دس مرتبہ پڑھے۔ حضرت کا معمول تھا کہ جن فرضوں کے بعد سنت موکدہ ہے اُن کے بعد آپ کچھ نہیں پڑھتے تھے فرض کے بعد صرف اسقدر کہکر آپ کھڑے ہوجاتے تھے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ مگر آخر میں یہ معمول ہو گیا کہ

---

[1] ہر فرض کے بعد کلمۂ توحید کا ایک بار پڑھنا حدیث شریف میں آیا ہے اور صبح و شام دس دس مرتبہ پڑھنا بھی حدیث میں آیا ہے حضرت قبلہ کا آخر میں یہی معمول تھا ۱۲ منہ

بعد فرض مغرب دس مرتبہ کلمۂ توحید پڑھ کر سنّت پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور یہی معمول حضرت مجددؒ کا تھا۔ بعد نماز صبح یہ معمول رہا کہ کلمۂ توحید دس مرتبہ پڑھکر ہاتھ اُٹھائے اور استغفار پڑھا اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَ لَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور مُنہ پر ہاتھ پھیر لئے بعد ازاں آیۃ الکرسی وغیرہ پڑھکر طلوع آفتاب تک مراقب رہتے ہیں پھر چار رکعت اشراق کی پڑھتے ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ مرتبہ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ بھی ہر نماز کے بعد پڑھے۔

ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ میں ہر نماز کے بعد دس مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھتا ہوں **ارشاد ہوا** قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھنا حدیث[1] میں آیا ہے میں بھی پڑھتا ہوں سُبْحَانَ اللّٰہِ سو مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ سو مرتبہ اور درود شریف دس مرتبہ صبح وشام پڑھے اور وقت چاشت کے کلمۂ توحید سو مرتبہ پڑھے بعد مغرب سورۂ قیامہ اور سورۂ سجدہ اور سورۂ واقعہ اور سورۂ یٰسین پڑھے اور بعد نماز صبح بھی سورۂ یٰسین پڑھے حضرت مجدد رضی اللہ عنہ شروع حال میں اکثر اس سورت کو نماز تہجد اور نماز چاشت اور فیٔ زوال میں تکرار پڑھتے تھے یہاں تک کہ کبھی اسّی مرتبہ اسکے پڑھنے کی نوبت پہونچتی تھی اور کبھی کم اور کبھی اس سے بھی زیادہ قبلہ عالم حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ کا اس سورے کو بکثرت پڑھنا اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ الغرض نماز تہجد میں سورۂ یٰسین کا پڑھنا نہایت موجب برکات لکھا ہے۔ اور بعد نماز عشا سورۂ تبارک الذی اور سورۂ بقر کے شروع کی آیتیں یعنی الٓمّ سے مفلحون تک اور آخر کی دو آیتیں یعنے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر سورہ تک اور سورۂ حشر کے

---

[1] حضرت قبلہ نے کوئی تعداد کی تصریح نہیں فرمائی مگر حضرت عبد الوہاب شعرانی نے لواقح الانوار القدسیہ میں ایک حدیث نقل کی ہے جس میں دس مرتبہ پڑھنے کی صراحت ہے ۱۲ منہ

آخر کی چار آیتیں یعنی لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ سے آخر سورہ تک اور چاروں قل تین تین مرتبہ پڑھے اور جب لیٹے تو کہے بِاسْمِكَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اور یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِیْ اِلَیْكَ وَ فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَیْكَ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ اِلَّا اِلَیْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ پھر سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اور سو مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کو بخشدے اور دعا مانگ کے سو رہے جب سوتے سے آنکھ کھلجائے تو یہ پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ حدیث میں آیا ہے کہ اِسے پڑھکر جو دعا مانگے گا وہ قبول ہوگی۔ پچھلی رات کو سو کے اُٹھتے ہی کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ اور جب اُٹھکے بیٹھے تو پڑھے اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاۗئُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ پھر مسواک کرے اور وضو کرکے دعائے معمولہ پڑھکے سورۂ آل عمران کے آخر کی دس آیتیں آسمان کی طرف نظر اُٹھاکے پڑھے یعنی اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ

وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ سے لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ تک۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان آیتوں کو بھی وضو کرنے کے بعد پڑھا ہے اور کبھی پہلے پڑھا ہے طالب کو اختیار ہے کہ وضو کے پہلے پڑھے یا بعد پڑھے اسکے بعد تہجد کی نماز میں مشغول ہو۔

یہاں چند وہ دعائیں لکھ دینا مناسب ہیں جنکے پڑھنے کا حضرت عالی نے مکرر ارشاد فرمایا

۱	اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ	اے اللہ ہم دنیا و آخرت میں تجھسے بخشش اور عافیت چاہتے ہیں۔
۲	اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ؕ	اے اللہ تیرا نام عفو ہے اور تو معاف کرنے کو دوست رکھتا ہے میرے گناہوں کو معاف کردے
۳	اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ اِلَی الْعَطْشَانِ ؕ	اے اللہ تجھسے مانگتا ہوں تیری محبت اور جو تجھے چاہے اسکی محبت اور وہ کام جو تیری محبت کو پہونچائے۔ اے اللہ اپنی محبت مجھے زیادہ پیاری کردے اپنی جان سے اور سب کنبے سے اور جیسا پیاسے کو ٹھنڈا پانی ہوتا ہے اس سے بھی زیادہ۔
۴	اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ ؕ	اے اللہ ہمارے سب کاموں کا انجام اچھا کیجیو اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے پناہ دیجیو۔

حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی یہ دعا مانگا کرے تا زندگی اسپر کوئی بلا نہ آئیگی

۵	اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْکَفَافَ وَالْغِنٰی ؕ	اے اللہ میں تجھسے ہدایت اور پرہیزگاری اور عفت اور غنا چاہتا ہوں۔
۶	اَللّٰھُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ	اے اللہ میرے تمام گناہوں کو بخش دے

وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا دَيْنًا اِلَّا قَضَيْتَهٗ وَلَا حَاجَةً مِّنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

اور سارے رنج و غم کو دور کر اور سارے قرض ادا کر دے اور دنیا و دین کی حاجتیں پوری کر دے اے سب رحیموں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

۷ اَللّٰهُمَّ اَعِنَّا عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

اے اللہ تو اپنی یاد اور اپنے شکر پر اور اپنی عمدہ عبادت پر ہماری مدد کر۔

۸ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِيْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلٰهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا يُسْتَجَابُ لَهَا ۔

اے اللہ تو میرے نفس کو پرہیزگاری عنایت کر اور اسے برائیوں سے پاک کر دے تو سب پاک کرنے والوں سے بہتر ہے تو اس کا مالک ہے اور اسکا صاحب ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو فائدہ نہ دے اور ایسے دل سے جو نرم نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو مقبول نہ ہو

۹ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ اَنْ تَرْفَعَ ذِكْرِيْ وَتَضَعَ وِزْرِيْ وَتُصْلِحَ اَمْرِيْ وَتُطَهِّرَ قَلْبِيْ وَتُحَصِّنَ فَرْجِيْ وَتُنَوِّرَ قَلْبِيْ وَتَغْفِرَ لِيْ ذَنْبِيْ وَاَسْاَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ اٰمِيْنَ ۔

اے اللہ میں تجھ سے چاہتا ہوں کہ میرے ذکر کو تو بلند کر دے اور میرے گناہوں کے بوجھ کو اتار دے اور میرے حال کی اصلاح کر اور میرے دل کو پاک کر دے اور میری شرمگاہ کو بدفعلی سے بچا لے اور میرے دلکو روشن کر دے اور میرے گناہ کو بخش دے اور میں تجھ سے جنت میں بڑے مرتبے چاہتا ہوں میری دعا قبول کر

۱۰ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ صَبُوْرًا وَّاجْعَلْنِيْ

تو مجھے بڑا صابر کرنیوالا اور بڑا شکر کرنیوالا کر دے۔

شُکُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا وَّفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا +	اور مجھے اپنی نظر میں حقیر اور لوگوں کی نگاہوں میں عزیز کردے۔

یہاں تک اوراد کا بیان ہو لیا اب متفرق ارشادات لکھے جاتے ہیں +

ماہ ذیقعدہ ۱۳۰۶؁ھ ہجری میں مولوی حافظ نور محمد صاحب اور میں حاضر خدمت تھا اور حضرت لیٹے ہوئے تھے یکبارگی آنکھ کھولدی اور فرمایا کہ ہاں پڑھو تو وہ آیت کس طرح ہے اُولٰئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ الآیۃ اُسوقت پوری آیت کسی کو یاد نہ آئی حضرت نے قرآن مجید منگایا اس میں دیکھا اور ارشاد ہوا کہ بھلا بتاؤ تو سہی کہ جب انبیا کے ساتھ معیت بیان کردی تو صدیقین وغیرہ کی معیت بیان کرنے کی کیا حاجت تھی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور ہی ارشاد فرمائیں تامل کے بعد ارشاد ہوا کہ حقیقت حال تو اللہ ہی جانتا ہے اور شریعت کے رو سے ایسی باتوں کے جاننے کی تکلیف نہیں ہے البتہ قرآن مجید کے نکات ہیں ہمارے ذہن میں تو یہ احتمال ہے کہ اس بیان سے مقصود یہ ہے کہ جو اللہ رسول کی اطاعت کرے گا وہ سبھوں کا پیارا ہوگا جیسے کوئی آدمی المشرب ہوتا ہے اور کوئی ابراہیمی المشرب اور کوئی محمدی المشرب اور کسیکو سب سے نسبت ہوتی ہے اسکی مثال اس طرح سمجھو کہ لڑکوں کو ہر ایک پیار کرتا ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ اعلیٰ اشخص کی توجہ اور انس سے ادنیٰ کی توجہ ہو ہی جاتی ہے مگر اس سے ذاتی توجہ اور انس لازم نہیں آتا اور آیت میں ہر ایک کی ذاتی توجہ اور انس مقصود ہے اسکو حاجت ہو یا نہو۔ آخر ذیقعدہ ۱۳۰۷؁ھ ہجری میں شب کیوقت حاضر خدمت بابرکت تھا ارشاد ہوا کہ اس امر میں اختلاف ہے کہ رویت باری تعالےٰ خواب میں ممکن ہے یا نہیں مگر حق یہ ہے کہ ہو سکتی ہے امام احمد حنبل رح نے کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ ارشاد ہوا کہ افعال ظاہری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بسہولت اور بے تکلف ہونے لگنا یہی فنا فی الرسول ہے۔ اور کچھ نہیں +۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ حضرت حالتیں سب کچھ طاری ہوتی ہیں مگر وہ جو بات ہے وہ نہیں ارشاد ہوا کہ کوئی آسمان

پر اثر نہیں لگتا ولایت اسی کو کہتے ہیں کہ احکام شریعت بے تکلف ہونے لگیں اور افعال
شریعت ایسے ہو جائیں کہ گویا امور طبعی ہیں + ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ وحدت وجود کی نسبت
حضور کی کیا رائے ہے ارشاد ہوا کہ جب کچھ نہ تھا تو یہ سب کچھ کہاں سے آگیا + اسکے
بعد ایک روز عصر کے وقت بخاری شریف کا سبق جب ختم ہو گیا تو حکیم عظمت حسین صاحب
اور مولوی عبد الکریم صاحب سے فرمایا کہ علیحدہ چلو اور میرا ہاتھ پکڑ کے علیحدہ لے گئے اور
ارشاد فرمایا کہ یہ تو بتاؤ انبیاء کرام کو تحمل کیوں زائد تھا حکیم صاحب نے عرض کیا کہ آپ ہی
ارشاد کیجئے فرمایا کہ غلبہ توحید + اس ارشاد کی غالبًا یہ وجہ تھی کہ ان دنوں بعض واقعے ایسے پیش
آئے تھے جن میں حضرت نے بہت ہی تحمل فرمایا تھا ہم اپنے دلمیں یہ خیال کرتے تھے کہ اس
تحمل کی کیا ضرورت ہے اسکے دفع کرنے کو یہ ارشاد ہوا مسئلہ وحدت وجود چونکہ نہایت
نازک ہے اور مختلف فیہا ہے اسلئے آپ نے صاف نہیں فرمایا۔ عادت شریف دیکھی کہ نازک
مسائل کی چھیڑ چھاڑ کو بہت ناپسند فرماتے تھے ایک مرتبہ ارشاد ہوا کہ جو دست غیب کا عمل
کرتے ہیں اگر اہل نسبت ہوں تو نسبت سلب ہو جائے اور سارے عملوں کا یہی حال ہے
دست غیب کا ذکر تو آپ نے ایک ہی مرتبہ فرمایا مگر مطلق اعمال کے لئے کئی مرتبہ یہی ارشاد
کیا۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ مجھے تسخیر کا عمل ہے ہمنے تو تسخیر کا عمل کبھی نہیں کیا البتہ
يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ کا مراقبہ کیا کرتے ہیں + یعنی تسخیر عالم کی وہ وجہ نہیں ہے جو کوتاہ
اندیش کم مایہ لوگ خیال کرتے ہیں بلکہ وہ وجہ ہے جسکا ذکر حدیث میں آیا ہے کہ جسے اللہ تعالے
دوست رکھتا ہے اسکا اعلان فرشتوں میں کر دیتا ہے اور اسکو محبوب رکھنے کا حکم فرماتا ہے
اور فرشتے اہل زمین کے قلوب کو اطلاع دیتے ہیں جسکی وجہ سے اہل زمین کو خواہ مخواہ
اس سے انس پیدا ہوتا ہے اور خود بخود دل اسطرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔
ایک روز میں نے عرض کیا کہ حضرت بڑی مشکل ہے کہ حضرات نقشبندیہ تو حصول مقصود کو
صحبت شیخ پر منحصر رکھتے ہیں اور حضرت کے یہاں کوئی رہنے نہیں پاتا پھر طالب کیا کرے

ارشاد ہوا کہ تمنے سنا ہے کہ قاز ایک جانور ہے وہ انڈے دے کر اڑ جاتا ہے اور محض خیال سے انڈے سیتا ہے اور صرف اسکے خیال ہی سے انڈے سئے جاتے ہیں اور بچّے پیدا ہوتے ہیں پھر کیا اللہ تعالےٰ نے انسان کو اتنی قدرت بھی نہیں دی + برادر مکرم مولوی عبد الکریم صاحب جب حضرت کی خدمتمیں آکر رہے اور کچھ عرصہ گذر گیا اتفاقاً ایک شب میں حاضر خدمت بابرکت تھا دل میں یہ خیال آیا کہ مولوی صاحب کیا خوش نصیب ہیں کہ ہر وقت خدمت میں حاضر رہتے ہیں ایک ہم کم نصیب ہیں کہ دور پڑے ہیں اسی وقت ارشاد ہوا کہ رہنے سے کیا ہوتا ہے جو بات ہونے والی ہوتی ہے وہ ایک گھڑی میں ہو جاتی ہے۔ ایک مرتبہ چند ایسے شخصوں کا ذکر آیا جو پہلے کسی کے مرید تھے اور پھر حضرت قبلہ سے بیعت کی میں نے عرض کیا کہ صوفیہ تکرار بیعت کو منع کرتے ہیں۔ **ارشاد ہوا** کہ اگر مرشد اوّل صاحب نسبت ہو اور دوسرا صاحب نسبت ہو تو تکرار واجب ہے صاحب نسبت سے صرف بیعت کرنا باعث نجات ہے قیامت کے دن جب اسکے حال پر عنایت الٰہی ہوگی تو اسکا پرتو اسکے مریدوں کو پہنچے گا اور سب اس کے ہمراہ جنت میں جائیں گے + میں نے عرض کیا کہ صاحب نسبت ہونا کیونکر معلوم ہو **ارشاد ہوا** کہ معلوم ہو جاتا ہے۔

بدھ کے روز میں حاضر خدمت تھا خادم حجّام سامنے آگیا **ارشاد ہوا** کہ بدھ کے روز حجامت بنانے کو مشائخ نے منع کیا ہے اور بہت خطرات اسمیں بیان کئے ہیں میں نے عرض کیا کس روز حجامت بنانا بہتر ہے **ارشاد ہوا**۔ کہ جمعرات کو جمعرات کے دن سر منڈانے میں مشایخ نے بڑے برکات بیان کئے ہیں۔ جمعرات کی صبح کو سفر کرنا بھی اچھا ہے۔ جمعہ کو سفر کرنا نہ چاہیئے اور جو سفر میں ہو تو جمعہ کو چلنا کچھ مضائقہ نہیں اور اگر مکان پر ہو تو بعد جمعہ سفر کرے + ایک مرتبہ مجھے رخصت کرنے کی غرض سے حضرت مسجد سے نکل کر دور تک تشریف لائے اور راہ میں جیب سے تسبیح نکالکر ارشاد

فرمایا کہ لو یہ تبرک ہے تسبیح پڑھا کرو۔ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ بدعت ہے غلط ہے حضرت
ابوہریرہ نے دانوں کو پرو دیا ہے **فقیر کہتا ہے** کہ ابونعیم حلیۃ الاولیا میں نعیم بن محرر
سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ کے پاس ایک تاگا تھا جس میں دو ہزار گرہیں
تھیں بغیر اسکے پڑھے آپ نہیں سوتے تھے ملا علی قاری نے بھی مرقات میں اس روایت
کو نقل کیا ہے اور اس روایت کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو حضرت علی رضی اللہ
عنہ سے مرفوعاً ان الفاظ مروی ہے نِعْمَ الْمُذَكِّرُ السُّبْحَةُ یعنی تسبیح عمدہ یاد دلانیوالی
ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دانے پروئیے گئے تھے
اور سُبحہ یعنی تسبیح اسکا نام رکھدیا گیا تھا۔ اگرچہ اس حدیث کی سند کو ضعیف لکھا ہے مگر اس
کے ضعیف ہونے سے اصل مقصود میں فتور نہیں آتا اور حضرت عالی نے جو اثر ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ کی تسبیح کی ہیئت خاص کی سند میں بیان فرمایا اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے
کہ بغیر اس سند کے تسبیح کا جواز ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ ثبوت جواز کے لئے اسقدر کافی ہی
ہے کہ بہت سی روایتوں سے صحابہ اور ازواج مطہرات کا گٹھلیوں اور کنکریوں پر پڑھنا
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھ کر منع نہ کرنا ثابت ہے طحطاوی حاشیہ مراقی
الفلاح میں شرح مشکوۃ سے ناقل ہیں وَجَاءَ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوعًا نِعْمَ
الْمُذَكِّرُ السُّبْحَةُ قال ابن حجر الروایات بالتسبیح بالنوی والحصا کثیرۃ عن الصحابۃ و
بعض امہات المومنین بل راھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم واقرھا علیہ انتہی اور علامہ شامی رد المحتار
میں فرماتے ہیں ودلیل الجواز ما رواہ ابوداود والترمذی والنسائی وابن حبان والحاکم وقال
صحیح الاسناد عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ انہ دخل مع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم علی امرأۃ وبین یدیھا نوی او حصا تسبح بہ فقال اخبرک بما ھو ایسر علیک
من ھذا وافضل فقال سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللهِ
عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَسُبْحَانَ اللهِ

عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ
وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ
فَلَمْ يَنْهَهَا عَنْ ذٰلِكَ وَاِنَّمَا اَرْشَدَهَا اِلٰى مَا هُوَ اَيْسَرُ وَاَفْضَلُ
وَلَوْ كَانَ مَكْرُوْهًا لَبَيَّنَ لَهَا ذٰلِكَ وَلَا تَزِيْدُ السُّبْحَةُ عَلٰى مَضْمُوْنِ
هٰذَا الْحَدِيْثِ اِلَّا بِضَمِّ النَّوٰى فِيْ خَيْطٍ وَمِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَظْهَرُ تَاثِيْرُهٗ فِي الْمَنْعِ انتھے

الغرض صحابہ کرام کا گٹھلیوں وغیرہ پر پڑھنا تو ثابت ہی۔ اب رہی تسبیح اسمیں وہی دانے ہیں مگر
تاگے میں پروئے ہوئے یعنی ان دانوں میں شکل خاص پیدا ہو گئی جسکے سبب سے وہ دانے
محفوظ ہو گئے اور منتشر ہونے سے بچے بس جب اصل کا ثبوت تقریر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ہی تو اس ہیئت سے بدعت اور ممنوع نہیں ہو سکتی اسکی وجہ یہ ہے کہ جتنے
امور شریعت سے ثابت ہیں وہ دو قسم پر ہیں ایک وہ جنکا مادہ یعنے اصل اور اسکی ہیئت شارع
علیہ السلام نے متعین اور مقرر کر دی ہے جیسے نماز روزہ وغیرہما اس میں کسی طرح کی بیشی
وکمی نہیں ہو سکتی اور جو شکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دی ہے وہی مقبول ہے
اور سوا اسکے اور جو شکل اسمیں نکالی جاوے وہ مردود ہے۔ دوسرے وہ جنکی شکل متعین نہیں کی
صرف مادہ بیان فرما دیا ہے جیسے اعلائے کلمۃ اللہ یا مطلق ذکر خدا یعنی یہ تو ارشاد ہوا کہ اُذْکُرُوا
اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا مگر ذکر کثیر کی سب شکلیں بیان نہیں فرمائیں اسی طرح جہاد کا تو حکم دیا مگر اسکے
لئے کوئی خاص طور ارشاد نہیں ہوا اس قسم کے امور جس طور پر کئے جائیں گے اور جو شکل انکی ہو گی اُسے
خلاف شریعت نہیں کہہ سکتے کیونکہ شارع علیہ السلام کا شکل خاص کے بیان کرنے سے سکوت
کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ امر جس شکل سے کیا جاوے وہ خلاف مرضی شارع نہیں ہے کیونکہ
السکوت فی معرض البیان بیان پس جس پیرایہ میں وہ اصلی امر ظاہر ہو گا شارع علیہ السلام کی مرضی
کے مطابق ہو گا البتہ اگر ایسی شکل اختیار کیجائے جسکا ممنوع ہونا شریعت سے ثابت ہے
تو بلاشک وہ شکل ممنوع اور خلاف مرضی شارع علیہ السلام ہو گی تسبیح کی شکل اس قبیل کی نہیں ہی

اسوجہ سے وہ ممنوع اور بدعت نہیں ہو سکتی اسی قبیل سے وہ اذکار و اشغال ہیں جو صوفیہ کرام نے بیان فرمائے ہیں فَاحْفَظْ وَاسْتَقِمْ الغرض اگر اثر مذکور اور حدیث مزبور کا ثبوت کاہل ہے تو تسبیح کا ثبوت نہایت ظاہر ہے اور اگر بالفرض ان دونوں روایتوں کا ثبوت کاہل نہو تو بھی تسبیح کے ثبوت میں کلام نہیں ہے اس مختصر تقریر سے بہت سے جھگڑے طے ہو جاتے ہیں اگر بنظر انصاف وغور دیکھا جائے واللہ ولی التوفیق۔ ایک مرتبہ میں نے استفسار کیا کہ قصیدہ غوثیہ جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کیطرف منسوب ہے یہ نسبت صحیح ہے یا نہیں ارشاد ہوا کہ نہیں +

قصیدہ غوثیہ

بعض اہل اللہ کے حالات

ارشاد ہوا کہ حضرت شاہ مینا صاحب لکھنؤ میں بڑے عالی نسبت تھے میں مزار پر جایا کرتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ عرش سے لیکر مزار تک انوار کا ہجوم ہے اور اراہ رہ رہے ہیں اور ایک پیر جلیلون ہیں لکھنؤ میں اُنکی نسبت اُنسے بھی عالی ہے اور ایک شاہ بخارا ہیں وہ بھی بڑے شخص ہیں۔ مولوی عبدالرحمن صاحب بھی ہیں اور عالم ہیں اور شاہ مینا صاحب گلستان بوستان تک پڑھے تھے مگر مولوی صاحب انکو ہرگز نہیں پاتے + اسکے بعد فرمایا کہ نیک بختی اور شے ہے اور ولایت اور چیز ہے ولایت محض عنایت خدا سے ہوتی ہے حضرت[1] کے پاس بیس بیس برس تک لوگ رہے اور حضرت فرماتے تھے کہ ہم بہت چاہتے ہیں مگر کچھ نہیں ہوتا اور جسکو وہ چاہتا ہے ایک توجہ میں ہو جاتا ہے + یہ ارشاد فرما کے آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ پڑھنے پڑھانے سے کیا ہوتا ہے دیکھو میں کچھ قرآن شریف پڑھ لیتا ہوں اور تھوڑا سا کچھ اور پھر لطف میں آکر فرمایا کہ اللہ رسول پر جان قربان کرنا چاہیئے اس سے سب کچھ ہوتا ہے اور چند شعر پڑھے جن میں سے دو شعر یہ ہیں ؎

[1] یعنی حضرت شاہ محمد آفاق صاحب قدس سرہ ۱۲

سحر میں سامری کی کیا قدرت ہجوم داغ نے مری گل فشانی کی	تیری آنکھوں میں جو اثر دیکھا ہے کہ اس نے آپ تماشے کو مہربانی کی

یہ باتیں میری طرف خطاب کر کے فرمائیں اگرچہ اور صاحب بھی بیٹھے تھے اس سے میری اندرونی حالت میں عجیب لطف کا تغیر ہوا - سبحان من نور قلوب العارفین بنور العرفان

ایک مرتبہ مولوی نور صاحب اور مولوی انوار صاحب لکھنوی اور شاہ عبد العزیز صاحب اور شاہ عبد القادر صاحب دہلوی رحمہم اللہ کا ذکر آیا کسی کی نسبت ارشاد ہوا کہ صلحائے وقت میں سے تھے کسی کی نسبت فرمایا کہ ذاکر شاغل تھے مگر حضرت شاہ عبد القادر رحمہ اللہ کی نسبت ارشاد ہوا کہ ہاں شاہ عبد القادر صاحب البتہ صاحب نسبت تھے کچھ صاحب نسبت ہونا ٹھٹھے کی بات ہے + میں نے عرض کیا کہ صاحب نسبت کسے کہتے ہیں ارشاد ہوا کہ جگتے اور سوتے کسی حال میں اُسے غفلت نہیں ہوتی اور جس امر کے دریافت کیطرف وہ متوجہ ہوتا ہے اُسطرف سے اُسکا القا ہو جاتا ہے ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں + ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ حضرت لوگ مشہور کرتے ہیں کہ سلسلہ مداریہ سوخت ہو گیا اب اس میں کوئی ولی نہیں ہوتا ارشاد ہوا کہ دہلی میں ایک روز اہل اللہ کا مجمع تھا اور ان میں حضرت ایشان[1] بھی تھے اتفاقاً اسطرف سے مداریوں کا غول نکلا بعض کہنے لگے بھلا دیکھو تو سہی ان میں کوئی صاحب نسبت بھی ہے حضرت ایشان نے فرمایا کہ ٹھیرو میں دیکھتا ہوں تامل کے بعد فرمایا کہ فلاں شخص ان میں صاحب نسبت ہے + اِسکے بعد ارشاد ہوا کہ بھلا تمہیں بتاؤ کہ دہلی سے لیکر بریلی. مراد آباد و ٹنک نقشبندیہ قادریہ چشتیہ میں کون شخص صاحب نسبت ہے + اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ سِلسلۂ مداریہ سوخت نہیں ہوا البتہ اس میں کامل کم ہوتے ہیں سو اب اور سلاسل میں بھی اہل کمال کی کمی ہے - ایک روز

[1] یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ ۱۲ -

میں نے عابد علی شاہ صاحب لکھنوی کا ذکر کیا۔ فرمایا کہ البتہ وہ جھکا جھک ہیں + موجودہ درویشوں میں یہ کلمہ کسی کی نسبت میرے روبرو نہیں فرمایا اس سے بہت بڑی تعریف اُن کی نکلتی ہے +

ایک روز عصر کے وقت اس کمترین کو نزدیک بلاکر ارشاد فرمایا کہ مولوی عبد القادر صاحب کے ترجمہ سے دو سو برس پیشتر بھاکہ میں نہایت عمدہ ترجمہ قرآن شریف کا ہوا ہے ہمنے دیکھا ہے اللّٰھم کا ترجمہ جانتے ہو ہندی میں کیا ہے میں نے تامل کیا **فرمایا** من موہن الگہ کو وُارنگہ سے بھی مشتق کہتے ہیں **من** کہتے ہیں دل کو **موہن** موہنے والا یہ کہتے ہوے زور سے چیخ ماری آہ کی اسوقت میری حالت بھی متغیر ہوگئی بعد سکون میرے دل میں یہ خطرہ آیا کہ نقشبندیوں میں تو ضبط وسکون ہے یہ شورش کسوجہ سے ہے **ارشاد ہوا** کہ خاندان نقشبندیہ مجددیہ میں نسبت جذبیہ بھی ہے حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ نے تین برس تک ایک مجذوب کی صحبت میں رہکر نسبت جذبیہ حاصل کی ہے اس تین برس میں خواجہ صاحب کا یہ معمول رہا ہے کہ دو گھنٹہ ہر روز اُن مجذوب کیخدمت میں رہتے تھے اسمیں گرمی برسات اور جاڑہ سب برابر تھا اگر وہ بیٹھے رہتے تھے تو خواجہ صاحب بھی بیٹھے رہتے تھے اگر وہ پھرتے تھے تو خواجہ صاحب بھی اُنکے ہمراہ پھرا کرتے تھے خواہ کیسی ہی دھوپ ہوتی یا کیسا ہی پانی برستا + یہ بھی **ارشاد ہوا** کہ بعض مجذوبوں کی نسبت صحیح ہوتی ہے اور بعض کی صحیح نہیں ہوتی جنکی نسبت صحیح ہوتی ہے وہ احکام شریعت کا بہت ادب کرتے ہیں +

ایک روز بعد عصر بخاری شریف کے سبق میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر آیا صاحبزادہ

ع یہ بزرگ لکھنؤ کے رہنے والے تھے پہلے انپر جذب غالب تھا لکڑی کے گھوڑے پر سوار پھرا کرتے تھے پھر ہوش ہوا نماز وغیرہ پڑھنے لگے۔ مگر کامل افاقہ نہ تھا۔ آخر میں منشی امتیاز علی مرحوم وزیر بھوپال کی کوٹھی میں رہتے تھے وہیں اُن کا انتقال ہوا ۱۲۔ منہ۔

جناب احمد میاں صاحب نے فرمایا کہ کنھیا کی سولہ ہزار گوپیاں تھیں ارشاد ہوا کہ حضرت کے پیشتر یہ لوگ مسلمان تھے + فقیر کہتا ہے کہ بعض اور حضرات نقشبندیہ نے بھی ایسا ہی کہا ہے چنانچہ قیوم دوران حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہٗ اس شخص کے خواب کی تعبیر فرماتے ہیں[ا] جسنے دیکھا تھا کہ ایک جنگل آگ سے بھرا ہوا ہے اور کنھیا اُسکے بیچ میں ہی اور رام چندر اسکے کنارے پر ایک شخص نے اسکی تعبیر میں بیان کیا کہ یہ لوگ کافروں کے سردار ہیں اس لئے جہنم کی آگ میں جلتے ہیں مرزا صاحب نے فرمایا کہ اسکی تعبیر دوسری ہے جتنے لوگ گزر گئے ہیں۔ ان میں سے کسی خاص شخص پر کفر کا حکم کرنا بغیر ثبوت شرعی جائز نہیں ہے اور ان دونوں کا حال نہ قرآن مجید میں ہے نہ حدیث میں اور قرآن مجید میں آچکا ہو کہ ہر قریہ میں ہدایت کرنے والا گزرا ہے اس سے ظاہر ہے کہ ہنود میں بھی کوئی ہادی گزرا ہوگا اس تقدیر پر ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ اپنے عہد میں ولی ہوں یا نبی اور رام چندر نسبت سلوک کی تعلیم کرتا ہو اور کرشن نسبت جذبی چونکہ کنھیا میں ذوق و شوق کا غلبہ تھا اسلئے وہ عشق و محبت کی آگ میں جلتا ہوا نظر آیا اور رام چندر پر سلوک غالب تھا جذب کو طے کر چکا تھا اسوجہ سے وہ آگ کے کنارے نظر آیا حضرت حاجی محمد فضل قدس سرہٗ نے اس تعبیر کو بہت پسند کیا اور خوش ہوئے۔

اعلیٰ حضرت[۲] اور حضرت قبلہ کے بعض حالات

حضرت نے اعلیٰ حضرت کی کرامات میں بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مراقب تھے اور آپ کا ایک مرید پٹھان لڑائی میں گھر گیا اور ایک نے اُسکے بھالا مارا اسنے دیکھا کہ حضرت سامنے

[ا] مقامات مظہری میں حضرت محمد فضل علیہ الرحمہ سے استفادہ کے ذکر میں یہ مضمون ہی جسکا ترجمہ بیان کیا گیا اور حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے ایک مکتوب میں اسکی زیادہ شرح کی ہے اور وید کو کتاب آسمانی لکھا ہے جو صاحب ان اولیاء اللہ کو نہ مانیں اور اعتراض کریں انھیں اختیار ہے کون بزرگ اعتراض سے بچا ہے ۱۲ منہ

[۲] اعلیٰ حضرت۔ سے مقصود حضرت شاہ محمد آفاق صاحب قدس سرہٗ ہیں ۱۲- منہ +

آگئے اور وہ بالکل بچ گیا یہاں حضرت نے اپنے خادموں سے فرمایا کہ ادھر آؤ دیکھو ہماری پیٹھ میں کیا ہوا دیکھا تو زخم کپڑا پھاڑ کر بھر اگیا حضرت نے اس کی وجہ بیان نہیں فرمائی جب وہ پٹھان آیا تو اُسنے بیان کیا **دوسری کرامت** یہہ بیان فرمائی کہ ایک غریب نے آکر عرض کیا کہ میرے پاس دو پیسے ہیں اور گھر میں کھانے والے بہت ہیں کیا کروں۔ حضرت نے فرمایا کہ اچھا ان پیسوں کا رانگا لے آؤ وہ بے تامل لے آیا فرمایا کہ یہ بوٹی کہتی ہے کہ مجھ سے چاندی بنتی ہی بنا کر دیکھو اُسنے بنائی تو بنگئی بس اُسنے اچھی طرح سے بال بچوں کو کھلایا + اس ذکر میں یہہ بھی فرمایا کہ ایک روز ہم مسجد میں بیٹھے تھے اور بہت سے ہندو مار نیکو چڑھ آئے ہمارے پاس فقط ایک آدمی تھا ہم باہر نکلے اُنھوں نے تمنچے فیر کیئے مگر خدا کی قدرت ہمارے ایک گولی نہ لگی + ایک شب اُس مسجد[1] کا تذکرہ ہوا جس میں مَیں نماز پڑہتا ہوں میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ مسجد ٹیڑھی ہی قبلہ کے رُخ نہیں ہی ارشاد ہوا کہ تم سیدھی نہیں کر دیتے۔ ایک گاؤں کا نام لیکر فرمایا کہ اُہیں ایک مسجد کو لوگ ٹیڑھی کہتے تھے۔ میں نے وہاں نماز پڑھی تھوڑی دیر بیٹھا پھر میں نے لوگوں سے کہا کہ دیکھو تو مسجد سیدھی ہی یا ٹیڑھی۔ خدا کی قدرت پھر جو دیکھا تو مسجد سیدھی تھی + یعنی تھوڑی دیر بیٹھکر جو آپ نے ہمت فرمائی تو خدائے تعالیٰ نے اُس مسجد کو سیدھا کر دیا ع

اولیاء راہست قدرت از اِلٰہ + **ارشاد ہوا** اس کی کیا وجہ تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیکڑوں مریضوں کو ایک پھونک میں اچھا کر دیتے تھے۔ پھر خود ہی جواب میں دو شعر پڑھے جن میں کا ایک شعر یہہ ہے ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

پھر ارشاد ہوا کہ ایک کوڑھی میرے پاس آیا اول تو مَیں اُسپر خفا ہوا پھر اُسے علیحدہ

---

[1] یعنی دو لاری کی مسجد جو کانپور میں ہے ۱۲

کھانے وغیرہ کو دیدیا کیونکہ شریعت میں اسی طرح ہے پھر میں نے کچھ دم کر دیا اور دوا بھی
کھانے کو بتادی چند روز کے بعد وہ اچھا ہو کر آیا اور پچیس روپیہ نذر کئے اسکی لڑکی
کے اولاد نہیں ہوتی تھی اسکے لیئے دُعا کرائی اللہ نے اُسکے اولاد دی۔ اس کے بعد
فرمایا کہ جس ولی کو جس پیغمبر سے نسبت ہوتی ہی اُسکی سی کرامات کم وبیش اُس سے
ہوتی رہتی ہیں + **ارشاد ہوا** کہ ایک مرتبہ بھیڑیا لڑکے کو لیئے جاتا تھا اور بہت
لوگ غل مچاتے اُسکے پیچھے دوڑے آتے تھے میں بھی باہر نکلا بھیڑیا میرے روبرو
سے ہوکر گزرا میں نے آہستہ سے کہا کہ چھوڑ دے کیوں لیئے جاتا ہی اُسنے اُسی وقت
چھوڑ دیا اور میری طرف بھینی بھینی نظر سے دیکھتا ہوا چلا گیا + مکرر **ارشاد ہوا** کہ اللہ
کی محبت میں جو مزہ ہی وہ جنت کی چیزوں میں نہیں ہی حور و قصور اور کھانیکی چیزیں اور
حوض کوثر ان سب کا مزہ اُس مزے کے روبرو کچھ نہیں ہے عاشقوں کو جنت بھی
اسی وجہ سے پسند ہوگی کہ اُس میں اُسیکا جمال ہی ؎

عاشقان را روز محشر با قیامت کار نیست کار عاشق جز تماشای جمال یار نیست

ہمیں یہ مزہ قرآن مجید پڑھنے میں آتا ہے۔ جنت میں جب ہمارے پاس حوریں
آئینگی تو اُنسے کہیں گے کہ آؤ ذرا قرآن مجید تو سُن لو بعض مرتبہ ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ
قریب تھا کہ دم نکلجائے مگر حضرت[1] پاس بیٹھے ہوئے تھے اللہ کے فضل سے بچگئے +
ایک مرتبہ **ارشاد ہوا** کہ حضرت نے مجھے امام کیا میں نے نماز پڑھائی بعد نماز
حضرت نے اپنے خلفا سے کہا ہم نے یہاں سے لیکر ولایت تک بہت سے مشائخ
کے پیچھے نماز پڑھی ہے مگر یہ مزہ نہیں آیا جو اس کے پیچھے آیا:-

---

[1] یعنی حضرت شاہ محمد آفاق قدس سرہٗ۔ ۱۲

بعض اعمال کا ذکر

ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ حضرت میرے ذمہ قرض ہوگیا ہے ارشاد ہوا کہ صبح وشام یہ دعا پڑھا کرو اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ میں نے عرض کیا کہ کسقدر پڑھوں ارشاد ہوا کہ جسقدر چاہو بعد اس ارشاد کے میں کبھی گیارہ مرتبہ اور کبھی اکیس مرتبہ اور کبھی پچیس مرتبہ صبح وشام پڑھ لیتا تھا اللہ نے قرض ادا کردیا۔ ایک مرتبہ نہیں اکثر ایسا اتفاق ہوا۔

میں نے عرض کیا کہ حضرت لوگ تعویذ بہت مانگتے ہیں کیا لکھدیا کروں ارشاد ہوا کہ تم پڑھے لکھے ہوکر ایسی بات پوچھتے ہو جو جی میں آیا کرے لکھدیا کرو۔ پھر میں نے عرض کیا کہ حضور ہی ارشاد فرمائیں تو خوب ہو ارشاد ہوا کہ اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا

ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ حضرت حمل کی مدت ابھی پوری نہیں ہوئی اور درد ہوتا ہے؟ آپ نے شکر منگا کر چند مرتبہ اُسپر یہ آیت پڑھ کر کھانے کو فرمادیا وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ایک مرتبہ شب کو بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں اُن میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ جب کوئی بھاگے ہوئے کی خبر دے تو سورہ والضحٰے پڑھ کر دستک دیدے خدا تعالیٰ چاہے تو لوٹ آوے گا + اور خلاصی دردِ زہ کے لیئے گڑ پر پانچ یا سات مرتبہ یہ آیت پڑھدے وَاَلْقَتْ مَا فِیْھَا وَتَخَلَّتْ اور کھادے اور جس کسی کو مرگی آتی ہو اُسکے کان میں یہ کہدے الٰہی بطفیل حضرت معروف کرخی مرگی فلاں دفع شود ایک مرتبہ یہ بھی ارشاد ہوا تھا کہ کھٹمل کا خون اُسکی

ناک میں ڈالدو + عرصے کے بعد میں نے عرض کیا کہ خوف اسقاط حمل کے لیئے حضور کیا پڑھ دیتے ہیں ارشاد ہوا کہ الحمد اور تینوں قُل۔ بعد تامل کے فرمایا یاد رکھو کہ ہر ایک مرض کے لیئے الحمد پڑھ دیا کرو کسی کو گڑ پر کسی کو شکر پر + میں نے عرض کیا کہ سورۂ فاتحہ ارشاد ہوا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ شِفَآءٌ مِّنْ کُلِّ دَآءٍ + میں نے عرض کیا کہ پیشتر حضور فلاں آیت پڑھ دیتے تھے ارشاد ہوا کہ حدیث میں نہیں آیا +. معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف حالت کیوجہ سے معمول میں اختلاف ہوا آخر میں اتباع سنت کو غلبہ ہوگیا اسوجہ سے انھیں اعمال پر مدار رہا جو تخصیص حدیث میں آئے ہیں اگرچہ کسی اور آیت کا پڑھ دینا خلاف حدیث نہیں ہے۔ **نسخہ** ارشاد ہوا کہ برص کے لئے فاختہ اور کبوتر کے خون کو ملا کر لگا دے اور کبھی کبھی منہدی یا کتھہ یا عطر لگا دیا کرے + ایک مرتبہ آپ نے جنگلی کبوتر کی قید لگائی تھی اسلیئے اسی کا خون ہونا چاہیئے۔ اول حضرت کا یہ معمول تھا کہ جس کسی نے کسی مطلب کے لئے پڑھنے کو دریافت کیا تو آپ اکثر سورۂ لایلاف ایک سو ایک مرتبہ اور پچیس مرتبہ درود اول اور پچیس مرتبہ آخر پڑھنے کو فرمایا کرتے تھے۔ اب اکثر سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ سوتے وقت سو سو مرتبہ پڑھنے کو فرماتے ہیں حضرت مرزا مظہر جان جاناں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں سورۂ لایلاف کہ برائے دفع شر بہ از و نسخہ نیست و دعائے حزب البحر ہمچنیں بجوابند انتہے۔

اظہار نعمت و بندہ نوازی

۱۲۹۳ھ ہجری میں حدیث کی سند لیکر جب میں حاضر خدمت بابرکت ہوا تو کل کتب احادیث کی اجازت دی بالتخصیص موطائے امام مالک اور حصن حصین کی اور اس میں جو ادعیہ غیر مخصوصہ ہیں اُسکے پڑھنے کو مکرر ارشاد ہوا۔ کتب احادیث میں موطائے امام مالک رح کی تخصیص غالبًا اسوجہ سے فرمائی کہ جناب مولانا احمد علی صاحب مرحوم محدث سہارنپوری

سے مجھے انکی سند نہ تھی اور بعض کے نزدیک یہ بھی صحاح ستہ میں داخل ہے۔ اس مرتبہ
مجھی مولوی حکیم خلیل الرحمن خاں صاحب بھی میرے ہمراہ تھے اسوجہ سے ارشاد ہوا کہ ہم
جب اپنے حضرت کے پاس جایا کرتے تھے توکسیکو ہمراہ نہیں لیتے تھے اور اگر اتفاقاً
کوئی ہمراہ ہولیا تو جب قریب پہونچتے تھے تو علیحدہ ہوجاتے تھے + غرضکہ حضرت
کا منشا یہ تھا کہ تنہا آیا کرو۔ جب میں رخصت ہونے کی غرض سے حضرت کے ہمراہ
مسجد کے اندر سے صحن مسجد میں آیا تو حضرت قبلہ میرا ہاتھ پکڑ کے مسجد کے اندر داہنے
گوشے میں لیگئے اور اکڑو بیٹھ کر ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تمہارے پاس آکر بیعت کی
درخواست کرے تو خاندان نقشبندیہ اور قادریہ میں مرید کرلیا کرو + میں نے عرض کیا
کہ حضرت میں اس قابل نہیں ہوں ارشاد ہوا کہ تمہیں اس سے کیا بحث ہے جو ہم
کہتے ہیں وہ کرو + پھر میں نے عرض کیا کہ اس بوجھ کو حضور ہی سنبھالیں اور خیال
رکھیں فرمایا ہاں + ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ جب فیضان قلب پر آنے لگتا ہے تو
اکثر اوقات طبیعت اختیار میں نہیں رہتی ارشاد ہوا کہ اس مطلب کے حصول کے
لئے دو طریقے رکھے ہیں ایک ضبط و اختیار۔ دوسرا جذب و اضطراب بعضے ضبط
کی راہ سے گزرتے ہیں اور بعضے جذب کی راہ سے + بعض صحابہ کی نسبت فرمایا کہ
فلاں وقت بے اختیار ہوکر زمین پر گر پڑے اگر ہمپر تمپر ایسی حالت گزرے تو کیا عجب
ہے + پھر میں نے عرض کیا کہ بے اختیاری کیوجہ سے اظہار حال ہوتا ہے اور
ورود فیضان میں نقص آتا ہے اور بعض وقت فیض بالکل بند ہوجاتا ہے ارشاد ہوا
کہ ایسا نہیں ہے اور اظہار حال اپنے اختیار سے منع ہے نہ بلا اختیار۔ درود شریف کی
کثرت کرو + دوسری مرتبہ جو میں نے کثرت اضطراب وغیرہ کی شکایت کی تو ارشاد ہوا
کہ مثنوی مولانا روم دیکھا کرو + ایک عرصے کے بعد میں نے عرض کیا کہ حضرت میں
بہ نسبت پہلے کے سہ گنا ذکر کرتا ہوں مگر وہ کیفیت نہیں ہوتی جو پہلے ہوتی تھی اسکا

جواب مزاح میں اس طرح ارشاد ہوا کہ تمنے سُنا ہی کہ پُرانی جورو ماں[1] کے مانند ہوجاتی ہے وہی حالت ذکر کی ہے ✣ میں نے رمضان شریف سنہ ۱۳۲۶ھ میں خواب دیکھا کہ میں بالکل برہنہ نماز پڑھتا ہوں مگر بیٹھ کر اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بازو کی طرف تشریف فرما ہیں باایںہمہ مجھے کچھ حجاب نہیں ہی مجھے برہنگی کیوجہ سے تشویش تھی میں نے حضرت سے یہ خواب عرض کیا ارشاد ہوا کہ بہت عمدہ خواب ہی برہنہ ہونے سے اشارہ دنیا سے بے لوث ہونا ہے۔ ہم[2] نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ اپنی والدہ سے صحبت کی اور اپنے بھائی کو مار ڈالا یہ دیکھ کر ہم بہت گھبرائے حضرت[3] سے عرض کیا فرمایا کہ اس خواب کا دیکھنے والا ولی ہوگا۔ ماں کی صحبت سے اشارہ خاکساری ہی اور بھائی کے قتل سے مراد نفس کا مار ڈالنا ہی صوفیہ نے لکھا ہے کہ تا از مادر جفت نشود و برادر خود را نہ کُشد کامل نشود ✣ میں نے عرض کیا کہ حضرت عرصہ ہوا والدہ سے صحبت کرتے ہوئے تو میں نے بھی اپنے آپ کو دیکھا تھا مگر بھائی کو قتل کرنا مجھے یاد نہیں پڑتا۔ فرمایا کہ اتنی ہی کسر ہے ✣ یہاں جو مقولہ حضرت مولانا اور اعلیٰ حضرت شاہ محمد آفاق علیہما الرحمۃ کا نقل کیا گیا اُسی کے مُطابق حضرت شیخ المشایخ شرف الدین یحییٰ منیری ارشاد السالکین میں فرماتے ہیں۔ تا سالک سر برادر خود را نہ برد مُسلمان نشود و تا با مادر خود جفت نشود مسلمان نشود۔ یعنی سالک راہ خدا جب تک اپنے بھائی کا سر نہ کاٹے اور اپنی ماں سے صحبت نہ کرے مُسلمان نہیں ہوتا۔ امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے مکتوبات کے جلد سیوم مکتوب ۳۳ میں اس قول کی شرح کی ہی مگر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جفت مادر کے معنی جو بیان فرمائے نہایت ہی مناسب اور عام فہم ہیں

---

[1] یعنی ابتدا میں جو مزہ اُسمیں آتا ہی عرصے کے بعد وہ مزہ نہیں رہتا کیونکہ طبیعت اُسکی عادی ہوگئی مثلاً کسی کو لذیذ کھانا ملے تو ابتدا میں تو اُسے بہت مزا ملے گا مگر عرصے کے بعد وہ بات نہ رہے گی ۱۲ [2] یہ مقولہ بھی حضرت مولانا علیہ الرحمہ کا ہے ۱۲ [3] یعنی حضرت شاہ محمد آفاق رضی اللہ عنہ ۱۲

یعنی جس طرح ماں کے پیٹ سے انسان کی پیدائش ہے اور ماں اسکی اصل ہے
اسی طرح کل انسانوں کی اصل مٹی ہے اس لئے ماں کے ساتھ صحبت کرنے سے
اشارہ یہ ہے کہ اپنے اصل سے جاملا یعنی خاک ہوگیا اور خاک ہونے کے بعد سالک
کمال کو پہنچتا ہے اور کامل مسلمان ہوتا ہے جو حضرات بزرگوں کے حالات اور اون
کے ارشادات سے واقف نہیں ہیں وہ ایسے خواب کو بہت برا خیال کرتے ہیں۔ اب
اونھیں چاہیئے کہ بزرگوں کے کلام کو دیکھکر برے خیالات سے تائب ہوں۔ جو قول
اوپر نقل کیا گیا وہ صرف حضرت قبلہ یا حضرت شرف الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ ہی کا نہیں ہے
بلکہ اور بزرگوں نے بھی لکھا ہے مگر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔
ایک شب حضرت عالی اس نیاز مند سے اپنے بعض واردات اور معاملات بیان فرماتے
تھے اُن میں ایک یہ ارشاد ہوا کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ ہمارے
گھر میں جاؤ مجھے جاتے ہوئے شرم آئی اس لئے تامل کیا حضرت نے مکرر فرمایا کہ
جاؤ ہم کہتے ہیں۔ میں گیا اندر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف رکھتی تھیں آپ نے سینہ
مبارک بالکل کھولکر مجھے سینے[1] سے لگا لیا اور بہت پیار کیا بھلا تم تو سید ہو اور بیشک

---

[1] اس سے مقصود بلا واسطہ اور بلا حجاب اپنے کمالات باطنی سے فیضیاب کرنا ہے اور یہ امر ظاہر کرنا ہے کہ حضرت مولانا مثل معصوم بچوں کے ہیں اور ہمارے پیارے ہیں اسکی نظیر شاہ نور الدہر رح کی حالت سے جو ملفوظات رزاقی کے صفحہ ۹۲ میں لکھی ہے کہ حضرت عبدالرزاق بانسوی در مدح ایشان فرمودہ اند کہ شاہ نور الدہر را دیدہ ام کہ در آغوشش حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام آن چنان بازی میکنند کہ اطفال در کنار مادر خود میسازند۔ چھوٹے بچے جب ماں کی گود میں کھیلتے ہیں تو کبھی ماں کے کرتے میں اپنا منہ چھپا لیتے ہیں کبھی ماں کا پیٹ کھولتے ہیں سینہ پر ہاتھ ڈالتے ہیں غرضکہ یہ واقعہ ہمارے حضرت کے واقعہ سے بہت مشابہ ہے سینے سے لگانے کا واقعہ آئندہ۔ اضافہ ارشادات میں بھی بیان ہوا ہے مگر دوسرے عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ مکرر ایسا واقعہ پیش آیا ہے۔ یہاں یہ امر بھی خوب یاد رہے کہ اس قسم کے واقعات محض عالم روحانیات سے تعلق رکھتے ہیں وہاں جسمانی احکام نہیں جاری ہو سکتے بخلاف دنیا اور عالم قیامت کے کہ وہاں جسمانی تعلقات بھی ہیں ۱۲ منہ۔

سید ہو تم سے بھی ایسے معاملہ ہوتے ہیں + میں نے عرض کیا کہ ابتک تو نہیں ہوے اگر حضور کی توجہ ہو گی تو کیا بعید ہے۔

ایک مرتبہ میں حاضر ہوا دریافت فرمایا کہ تمہیں **بھوپال** کا حال کچھ معلوم ہے میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے نہیں معلوم **فرمایا** کچھ نہیں معلوم + میں نے عرض کیا کہ حضرت کوئی نئی بات تو نہیں معلوم **ارشاد ہوا** کہ اسلامی ریاست ہے تم اس سے ایسے بےپرواہ رہتے ہو اسکا خیال چاہیئے + ایک مرتبہ میں نے بذریعہ عریضہ عرض کیا کہ دل چاہتا ہے کہ شہر بشہر پھروں اور سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ پر عمل کروں حضور سے اجازت چاہتا ہوں اس کے جواب میں **ارشاد ہوا** کہ مضائقہ نیست بعض اولیا رضی اللہ عنہم ہم نمودہ اند حضرت قبلہ کو اشعار کثرت سے یاد ہیں اور جب مجلس میں آپ لطف میں آکر اشعار پڑھنے لگتے ہیں وہ صحبت بھی عجب لطف کی ہوتی ہے جسکے مزے کو دل ہی جانتا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند اشعار جو آپ کی زبان فیض ترجمان سے نکلے ہیں اور اس وقت پیش نظر ہیں اُنھیں ہدیہ اہل مذاق کروں۔ ایک روز بعد نماز صبح حسب معمول حضرت مراقب تھے اور یہ کمترین پیچھے بیٹھا ہوا تھا کہ رقت طاری ہوئی آپ فارغ ہو کر کھڑے ہوئے میں اُسی حالت میں تھا آپ نے مجھے دیکھ کر یہ شعر پڑھا ؎

اے خوش آں چشمے کہ گریاں میشود	اے خوش آں جانیکہ بریاں میشود

اس شعر کے سنتے ہی میں از خود رفتہ ہو گیا۔ **رباعی**

آں کس کہ ترا شناخت جاں را چہ کند	فرزند و عزیز و خانماں را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی	دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند

جو صاحب صرف نسب پر فخر کرتے ہوں وہ اس شعر کو ملاحظہ کریں ؎

امتیاز شرف آدمیاں را حسب ست	بہر تحقیق نسب آدم و حوا کافی ست

رُباعی

چوں عود نبود چوب بید آوردم	روئے سیہ و موئے سفید آوردم
چوں خود گفتے کہ نا امیدی کفر است	فرمان تو بردم و امید آوردم

اشعار متفرق

نہفتہ ام بخموشی خیال روئے ترا	مبادکز نفسم بشنوند بوئے ترا
نفس و شیطان زد کریا راہ من	رحمت باشد شفاعت خواہ من
کمتر از کم شو اگر دارے خبر	ایں طریق کاملان ست اے پسر
گرد نعل اسپ سلطان شریعت سرمہ کن	تا شود نور الٰہی بادہ چشمت مقترن
مژہ در چشم سنائی چوں سنان تیر باد	گر زبانے زندگی خواہد سنائی بے سخن
بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند	کہ برون در چہ کردی کہ درون در آئی

صحیح بخاری کا سبق ہو رہا تھا اس میں وہ حدیث آئی کہ لوگ صحابۂ کرام کو اور اُن کے بعد تابعین کو تلاش کیا کرتے تھے تاکہ انکی برکت سے دشمن پر فتحیابی چاہیں۔ اس وقت حضرت نے یہ شعر پڑھا

سرسبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو	ٹھہرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو

ریتا شاہ جو ایک کامل درویش تھے اُن کا ایک مرید بھر مانگ لکھاتا پھرتا تھا حضرت نے فرمایا کہ وہ میرے پاس آیا اور مجھے بھی لکھنے کی درخواست کی میں نے کہا کہ ہم نہیں لکھتے یہ تو بتاؤ کہ تم کیوں لکھواتے ہو اسنے کہا کہ مرشد نے کہا ہے اور میں کچھ نہیں جانتا حضرت نے فرمایا کہ ہم سے سنو اور یہ قطعہ اُسے سنایا۔ **قطعہ**

کس نے بھر مانگ کہا کس نے منگایا مجھکو	کس نے دیوانہ صفت آپ پھرایا مجھکو
تو وہ داتا ہے کہ سیری نہیں دینے سے تجھے	لذت جود سے بھر مانگ سکھایا مجھکو

یعنی اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ قرآن مجید میں فرمایا۔ ایک روز حضرت سورہ مریم پڑھکر اُسکا ترجمہ فرماتے تھے حضرت اسمعیل علیہ السلام کے حال میں یہ آیت آئی وَکَانَ عِنْدَ رَبِّہٖ مَرْضِیًّا اسکا ترجمہ کیا اور تھا اپنے رب کا پیارا + اور زور سے چیخ ماری اور سکوت کیا پھر یہ شعر پڑھا ؎

ہمارے پاس ہے کیا جو فدا کریں تجھپر	مگر یہ زندگی مستعار رکھتے ہیں +

اُسی روز آپ بیمار ہوے اور بعض اوقات یہی شعر آپ پڑھتے تھے جسکی وجہ سے ارادت مندوں کو ہراس ہوتا تھا۔ یہ شعر بھی اکثر آپ کی زبان مبارک سے سُنا گیا

ہجوم داغ نے میری یہ گلفشانی کی	کہ اُس نے آپ تماشے کو مہربانی کی
دن میں سو سو بار واں جانا مجھے	اس میں سودائی کہے یا کوئی دیوانہ مجھے
دل کس کی چشم مست کا سرشار ہو گیا	کس کی نظر لگی کہ یہ بیمار ہو گیا

ہندی اشعار

اسُمرن مور لبد گیو توہین	سُمرن تور لبر گیو موہین

اسپنے پیا پر تن من واروں جو واروں سو تھوڑا رے

ندیا کنارے مور لا بوے میں جانوں پیا مورا رے

گونا کے باجے باجن لاگے انگنا میں ٹھاری لجاؤں

اُون کے نام کی آسا لگی ہے جن کا محمد ناؤں

جائیے کسواسطے اے درد میخانہ کے بیچ	اور ہی مستی ہے اپنے دلکے میخانے کے بیچ
کیا کریں سیر چمن یہاں آرزو کچھ اور ہی	گل کو کیا سونگھیں دماغ اپنے ہیں کچھ اور ہی

ایک مرتبہ فرمایا کہ بوڑھے ہونے سے کچھ آتش محبت کم نہیں ہو جاتی بلکہ زیادہ ہو جاتی ہے اور یہ شعر پڑھا ؎

دل ڈھونڈھنا سینے میں مرے بو لعجبی ہے　　اک ڈھیر ہے یاں راکھ کا اور آگ دبی ہے

یہاں تک ارشادات ضروریہ حضرت عالی مدظلہم بیان کئے گئے جنمیں طریقہ نقشبندیہ کی تعلیم تھی اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت **شاہ کرامت علی** صاحب رحمہ اللہ نے جو کچھ طریقہ قادریہ کی تعلیم اس فقیر کو فرمائی تھی اُسے بھی بیان کروں تاکہ دونوں طریقوں کے طالب مستفید ہوں۔

جناب شاہ صاحب سے جب اول مرتبہ مجھے نیاز حاصل ہوا تو میں نے عرض کیا کہ مجھے مدت سے آرزو ہے کہ حضرت سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا کی زیارت نصیب ہو آپنے فرمایا کہ شب جمعہ کو دوگانہ نفل پڑھکر اس درود شریف کو ہزار مرتبہ پڑھو اور وہیں سو رہو اور کسی سے کلام نہ کرو وہ درود یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَحْمَتُكَ الْعُظْمٰی جَمَالُكَ الْعُلٰی تَجَلِّیْكَ الْاُوْلٰی اَیْ سَیِّدِیْ اَنْتَ حَامِدٌ وَّ مَحْمُوْدٌ اَطَاقَۃَ لَنَا بِوَصْفِكَ وَ لِقَائِكَ یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ مَطْلُوْبِیْ وَ مَطْلُوْبِیْ آہ آہ حسرتنا اَدْرِنِیْ جَمَالَكَ لِلّٰہِ فَلِلّٰہِ مجھے اس زمانے میں اعمال کا کسیقدر شوق تھا اسوجہ سے میں نے عمل کی درخواست کی فرمایا کہ ہمنے بھی کچھ عمر اس میں خراب کی ہے کوئی نفع نہیں دیکھا کیونکہ اعمال کا اثر اسوقت ہوتا ہے کہ دنیا کی لذتوں کو چھوڑ دے کھانے میں پہننے میں زہد کرے محنت شاقہ اٹھائے اگر یہ نہیں تو کچھ نہیں اور پھر اس محنت سے کوئی عمل کیا تو وہ ایک امر پر قادر ہو گیا باقی کے لئے پھر احتیاج ہے اب جس عمل کو اسنے قبضے میں کیا اس سے اسکی ذات کو کوئی نفع نہیں دینی منفعت تو ظاہر ہے کیونکہ اعمال میں جو اسقدر محنت کیجاتی ہے اس سے مقصود خدا تو ہوتا ہی نہیں بلکہ دوسرا امر مثل تسخیر وغیرہ کے مقصود ہوتا ہے پھر دینی نفع کیا اس پر مرتب ہوگا دنیا کی حالت یہ ہے کہ جو کی روٹی کھا کے بسر کرتے ہیں پھر اسکی ذات کو کیا لطف ہوا افسوس کہ اتنی محنت بھی کی مگر کوئی نفع نہوا۔ میاں وہ بات حاصل کرو جس میں دنیا و دین کا لطف آوے اور دونوں میں سب

کچھ ہو جاوے۔ اس ارشاد کے بعد میرا دل اعمال سے سرد ہو گیا اور میں نے عرض کیا کہ وہی بات
تعلیم فرمایئے جس میں دین و دنیا کا لطف حاصل ہو۔ پھر آپ نے سلوک قادریہ تعلیم فرمانا شروع
کیا پہلے فرمایا کہ بارہ ہزار مرتبہ اور کم سے کم چھ ہزار مرتبہ کلمہ پڑھا کرو اس طرح کہ جب سو مرتبہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ لیا تو ایک مرتبہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا پھر پاس انفاس کی تعلیم فرمائی کہ
جب سانس اندر جائے تو لَا اِلٰہَ خیال کرو اور جب باہر آئے تو اِلَّا اللّٰہُ خیال کرو
تاکہ اسکی مداومت سے قلب میں ماسوا کی نفی ہو جائے اور خاتمہ اثبات ذات پاک پر ہو کیونکہ
روح نکلنے کے وقت سانس باہر کو آتی ہے۔ اسکے بعد ذکر نفی و اثبات اس طریقے سے
تعلیم فرمایا کہ دوزانو یا چارزانو بیٹھکر لَا کو قلب کے نیچے سے اوٹھائے اور داہنے مونڈھے
تک لیجائے اور اِلٰہَ کو دماغ سے خیال کرے اور اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب زور سے قلب پر
لگائے اور ابتدا میں لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور پھر لَا مَطْلُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور جب قلب میں ماسوی
اللہ کی طلب نہ رہے تو لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ کہے یعنی لا کے ساتھ اپنی اور کل عالم کے وجود کی نفی کرے
اور اللہ کا وجود اپنے قلب میں بلکہ ہر جگہ ثابت کرے کوئی تعداد اسکی نہیں فرمائی میری قوت و
شوق پر چھوڑ دیا مگر جہر کے ساتھ کرنے کو فرمایا جب اسکی مزاولت کرتے چند روز گزرے تو ارشاد
کیا کہ قلب صنوبری پر لفظ اللّٰہ کا چاندی سے لکھا ہوا خیال کرو اور اس طرح اسکی شکل بھی لکھوا دی۔

الله
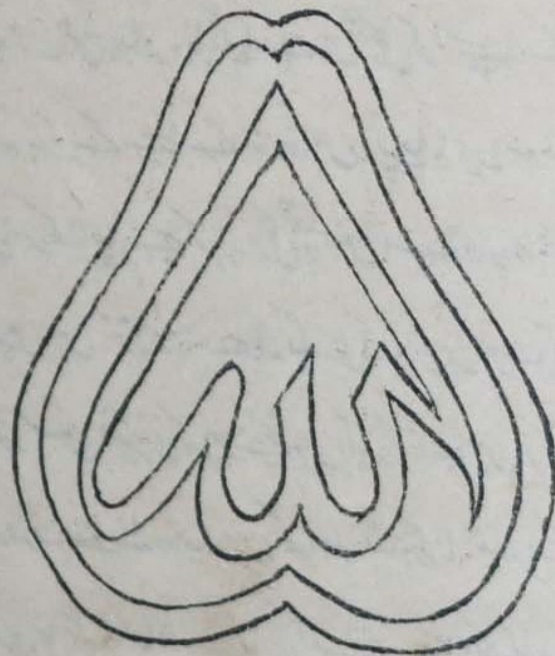
جب میں نے یہ شغل شروع کیا تو پہلے کچھ نہیں معلوم ہوتا تھا پھر اس نام پاک میں روشنی اور
چمک شروع ہوئی اور ترقی کرنے لگی اور پھر مختلف رنگتیں نظر آنے لگیں اس سے آگے جو
حالات گزرے اُسکے بیان کی ضرورت نہیں جو کوئی کرے گا وہ خود دیکھ لے گا اور بیان
نہ کرنے کا سبب یہ بھی ہے کہ مختلف کیفیتیں گزرتی ہیں کسی پر کیسی کسی پر کیسی اب اگر ایک کا بیان کیا
جائے تو ناواقف دوسرے کی نفی خیال کریگا جب میں نے زیادتی وحشت اور جذب کی شکایت
کی تو فرمایا کہ بعد نماز عشا کے دو سو مرتبہ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ
پڑھا کرو۔ یہ باتیں صرف آپنے تعلیم ہی نہیں فرمائی تھیں بلکہ اسپر عمل کرایا تھا اور اسقدر نوازش کرم
اس ناچیز کے حال پر تھی کہ باوجود مسافت اور ضعف پیری کے ہر روز شام کو غریب خانے
پر تشریف فرما ہوا کرتے تھے اور صبحکو میں حاضر خدمت بابرکت ہوا کرتا تھا میں نے مکرر
عرض کیا کہ حسب ارشاد میں محنت تو کرتا ہوں مگر جناب ہمت فرماکر یوں عنایت فرمائیں اس
کے جواب میں کبھی تو یہ فرمایا کہ مفت کی چیز کی آدمی کو قدر نہیں ہوتی اور اپنی کمائی ہوئی کی قدر
ہوتی ہے اور اُسکو ثبات وقرار بھی نہیں ہوتا اور جو محنت سے حاصل ہوتا ہے اُسے ثبات

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۵۵ ہے

لہ قلب صنوبری جو انسان کے سینے میں ہے اُس کی شکل اسکے برعکس ہے یعنی منہ کیجانب جو اس میں اوپر
دکھائی گئی ہے وہ حقیقت میں نیچے ہے یہاں اُس کے دکھانے کی وجہ یہ ہے کہ شغل کے وقت سالک کو
اسی طرح تصور کرنا چاہیے جس طرح یہاں بنایا گیا ہے اس شکل کو سینے کے بائیں طرف رکھکر لفظ اللہ
کو دیکھو اور پھر اسی طرح آنکھ بند کرکے سینے کے اندر خاص دل پر چاندی یا سونے سے لکھا ہوا اس
نام پاک کو خیال کرو۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ بزرگوں کی تعلیمیں اپنے اپنے الہامات کے بموجب مختلف
ہیں یہ نہیں کہ قادریہ نقشبندیہ میں اختلاف ہے بلکہ ایک ہی خاندان میں بہت کچھ تعلیمیں مختلف ہیں اسی
شغل قلبی میں تین طریقے خود اس فقیر ہی کو پہونچے ہیں ایک کتاب میں ذکر کیا گیا۔ دوسرا یہ کہ پوری
بسم اللہ قلب کے چوگرد اور صرف لفظ اللہ درمیان میں لکھا ہوا تصور کرنا۔ تیسرا یہ کہ قلب کے ایک جانب
لفظ محمد سیدھا اور دوسری جانب الٹا اور درمیان قلب میں لفظ اللہ کو دیکھنا۔ ۱۲ منہ

ہوتا ہے تم نے حافظ امام علی[1] کا حال نہیں دیکھا کبھی یہ فرمایا کہ تم مجھے گالیاں کھلواؤ گے تمہاری والدہ کہیں گی کہ میرے بیٹے کو کیا کر دیا مگر پھر بہت اصرار کے بعد تین روز تنہائی میں بٹھا کر توجہ دی تیسرے روز توجہ میں عجیب حالت تھی کہ ایک شخص نے مجھے آکر آواز دی اور بار بار پکارنا شروع کیا آخر کو آپ نے توجہ ختم کر دی اور فرمایا کہ میں نے تو چاہا تھا کہ **تمہارے دادا کی جگہ تمھیں کر دوں** مگر خدا نے نہ چاہا اسکے بعد مجھے بہت شکر ہو گیا اس وجہ سے آپنے پھر توجہ نہیں دی دو امر کی نصیحت زیادہ فرمائی تھی **ایک** تو یہ کہ کسی سے بدلہ نہ چاہنا اور صبر بھی نکرنا کیونکہ بدلہ نہ لینے سے غرض یہ ہے کہ کسی مخلوق خدا کو ایذا نہ پہنچے اور جب تمنے صبر کیا تو تمہارے بدلہ سے زیادہ اسے ایذا پہنچے گی اور اسپر صبر پڑیگا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت دو ہی طریقے ہیں صبر یا بدلہ جب یہ دونوں نکرے تو کیا کرے فرمایا کہ جب کسی سے ایذا پہنچے تو کچھ کہہ لے اور کسیقدر غصہ کرے اس سے صبر نہ پڑے گا اور بدلہ بھی نہ ہوگا۔ **دوسرے** یہ کہ محبت کو چھپانا چاہیئے خوب اچھا کھاؤ اچھا پہنو تاکہ لوگ جانیں کہ انہیں اللہ سے کیا واسطہ ہے مگر دل اسکی محبت میں چور رہو افسوس صد افسوس کہ یہیں تک آپ نے تعلیم فرمائی تھی کہ آپ سخت علیل ہو گئے اور اسی بیماری میں کالپی میں جا کر انتقال کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ایسے کامل و مکمل درویش اب نظر نہیں آتے ہم لوگوں کی سخت بدنصیبی ہے۔ اس تعلیم کے وقت میرا سن غالباً اٹھارہ برس کا تھا۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ +

---

[1] حافظ امام علی صاحب ایک نہایت صالح شخص تھے آپکی توجہ اُن کے حال پر ہوئی اور بغیر تعلیم ذکر اشغال اُنکی حالت کو بدلدیا آخر وہ پڑھنا چھوڑ کر جنگل کو چلے جایا کرتے تھے مگر بعض امور ایسے پیش آئے کہ ناقدری پائی گئی اسواسطے آپ نے سلب کر لیا پھر وہ کورے رہ گئے ۱۲-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اضافہ ارشادات رحمانی

۹- ربیع الاول ۱۳۱۰ھ ہجری میں بعد عصر شیخ احمد صاحب مکی قرآنمجید سنانے لگے سورۂ آل عمران کے دوسرے رکوع سے آپ ترجمہ بامحاورہ فرماتے جاتے تھے جب یہ لفظ پڑھا اَطِیْعُوا اللہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ تو ارشاد فرمایا کہ لفظ اطاعت طوع سے ماخوذ ہے یعنی اللہ ورسول کے حکم کی بجاآوری برغبت وخوشی کرو + اسی حال میں آپکو چھینک آئی کہا الحمد للہ علی کل حال + پھر فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے کہ چھینک کے بعد جو کوئی الحمد للہ علی کل حال کہے اُسکی ڈاڑھ میں درد نہوگا۔ اسی جلسے میں آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

قدسی ندانم چوں شود سودائے بازار جزا	او نقد آمرزش بکف من جنس عصیاں در بغل

اور حاضرین سے دریافت کیا کہ یہ شعر کسکا ہے لوگوں نے کہا کہ قدسی کا۔ فرمایا کہ شاہ عبد العزیز صاحب کا شعر ہے وہ قدسی تخلص کرتے تھے۔ اسی تاریخ میں قبل دوپہر حاضر خدمت تھا کچھ نکاح کا ذکر آیا اس میں فرمایا۔ اِنَّ عِبَادَ اللہِ لَیْسُوْا مُتَنَعِّمِیْنَ مالدار عورتوں سے نکاح کرنا بھی تنعم میں داخل ہے ہم دہلی میں تھے وہاں ایک عورت خاندانی تھی اسکو ہمسے محبت تھی اُسنے نکاح کرنا چاہا مگر ہمنے انکار کیا آخر کو وہ عورت اسی میں مرگئی اسے یاد رکھو کہ جس کسی عورت کو مرد سے محبت ہو یا مرد کو عورت سے اور پاکدامن رہیں اور اسی محبت میں وہ مرجائیں تو شہادت کا مرتبہ ملے گا۔ یہاں ایک برہمنی آیا کرتی تھی اسکو ہمسے محبت تھی ہمنے اس سے کہدیا تھا کہ اللہ ورسول کو مان وہ مانتی تھی وہ بھی اسی میں مرگئی

وہ بھی شہید ہوئی بعض مسلمان اور بعض ظاہری ہنود امرا کا ذکر فرمایا کہ اُنکے غریب لوگ قرضدار تھے میں نے انسے کہا کہ تم اِن کا قرض معاف کردو انھوں نے معاف کردیا۔ پھر فرمایا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ جس کسی کو کسی سے محبت وخلوص ہوتا ہے تو اُس کے قلب کا پرتو اُس محبت کرنے والے کے قلب پر پڑتا ہے۔

بعض عالم دہلی وسہارنپور سے سند حدیث کی لینے کیلئے آئے تھے اُسوقت حضرت حجرے میں تشریف رکھتے تھے اور میں حاضر تھا **ارشاد ہوا** کہ ہمنے کچھ تھوڑی حدیث تو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سے پڑھی اور باقی شاہ اسحاق صاحب سے دوسرے جلسے میں پھر اسکا ذکر فرمایا اور آنسو بھر آئے اور یہ شعر پڑھا ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد		روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

ایک مرتبہ ارشاد ہوا کہ مکان سے ہم دہلی گئے اور شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے شاہ صاحب نے حدیث مسلسل بالاولیت سنائی اور چند اور بھی حدیثیں اسوقت مرزا حسن علی صاحب محدث لکھنوی اور مولوی عبدالصمد صاحب وغیرہ بیٹھے تھے اُنسے فرمایا کہ اگر یہ لڑکا چار مہینے بھی ہمارے پاس ٹھیرے تو ہم حدیث پڑھا دیں میں نے عرض کیا کہ حضرت مجبور ہوں میری والدہ نے مجھے ایک ہی مہینے کی اجازت دی ہے اس سے زیادہ میں نہیں ٹھہر سکتا بعض مرتبہ فرمایا کہ ہم ایک ایک دن میں دو دو پارے بخاری کے مولانا اسحاق صاحب سے پڑھا کرتے تھے اور مولانا صاحب کبھی کبھی اپنے گھر کے اندر پڑھاتے تھے اور ہم چادر اوڑھے پڑھا کرتے تھے اور انکی صاحبزادیاں وغیرہ پھرا کرتی تھیں۔ جلسہ درس قرآن مجید کا ہوا مولوی یوسف علی صاحب ساکن بھوپال گیارہ ربیع الاول ۱۳۰۸ھ ہجری بعد عصر کے حضرت کیخدمت میں حاضر تھے جناب صاحبزادے صاحب نے فرمایا کہ آج گیارہویں ہے مولوی صاحب نے ثواب رسانی کے لئے بتاسے منگائے ہیں آپ نے فوراً ہاتھ اٹھائے اور فرمایا کہ اسکا ثواب ہمارے نانا حضرت

یشیخ عبدالقادر جیلانی کو پہنچے اسکے بعد بتاسے آئے دو تین بتاسے آپ نے کھائے اور تقسیم کو حکم فرمایا مولوی شیخ احمد صاحب مکی نے تقسیم کئے۔

۱۲- ربیع الاول ۱۳۰۳ھ ہجری دس بجے دنکو میں حاضر خدمت بابرکت تھا بہت سی باتیں ہوئیں ان میں یہ بھی فرمایا کہ محرم میں حضرت امام حسینؓ کا ذکر کرتے ہیں حسن حسین کہتے ہیں حضرت امام حسینؓ اُنسے خوش ہوتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یہ جو ماتم کرتے ہیں فرمایا نہیں جو لوگ آپ کی تعریف کرتے ہیں۔ اور روایات صحیحہ سے آپکی شہادت کا قصہ بیان کرتے ہیں۔ اور اللہ کے لئے غربا کو کچھہ دیکر ثواب پہنچاتے ہیں انسے حضرت خوش ہوتے ہیں اور اُن پر رحمت نازل ہوتی ہے بھلا ایسے لوگوں کے ذکر میں خصوصاً اُن کے غم والم کے بیان میں کیونکر فیضان نہو۔ مولوی دلدار صاحب مسجد میں حال شہادت کا بیان فرمایا کرتے تھے میں بھی جایا کرتا تھا بیشک اُس جلسے میں ایک قسم کا فیضان ہوتا تھا۔

۲- رجب ۱۳۰۳ھ ہجری کو حاضر خدمت ہوا بعد عصر مولوی عبدالکریم صاحب خطوط پڑھنے لگے ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ شب کو میری آنکھوں سے نظر نہیں آتا **ارشاد ہوا کہ** کتھہ پپیکر لگا لیا کرو نگاہ دوگنی چوگنی ہوجاوے گی ؎ یہ فرمایا اور ہاتھ سے لگانیکو بتلایا جس سے معلوم ہوا کہ آنکھ کے اوپر بلکہ ماتھے تک لیپ لگایا کرے۔ پھر تنگی معاش کا اسنے ذکر کیا **ارشاد ہوا کہ** سوتے وقت سبحان اللہ اور قل ہو اللہ بیس بیس مرتبہ پڑھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو بخشدیا کرو اور دعا مانگ کر سو رہا کرو تنگی دفع ہوجائے اور ننگے بھوکے کبھی نہ رہوگے ؎ اور اُسکا بھائی آیا تھا جسے جذام تھا اُسنے دعا کے لئے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ دوا بھی بتائے دیتے ہیں اور دعا بھی کریں گے۔ ساول خاں خادم سے فرمایا کہ دوا بتادو اُس نے کہا کہ کنوئیں پر جو جل نبب ہوتی ہے اُسے پپیکر اور سیاہ مرچ ملا کر پلا دیا کرو۔ اس مجذوم کو پہلے خادم نے علیحدہ کھڑا رکھا تھا۔ اور حضرت نے بھی فرمایا کہ شریعت کا حکم بھی یونہی ہے مگر پھر اُس کے پاس جا کر دم کیا اور رخصت فرمایا۔ شب کو

بہت سی باتیں ہوئیں اُن میں یہ بھی فرمایا کہ نواب صدیق حسن خاں کے بارے میں مجھے پہلے تردد تھا ان کے لئے دعا کرتا تھا پھر میں نے انھیں خواب میں دیکھا کہ بہت خوش و خرم ہیں میرے پاس آئے ہیں اور میرے پیچھے نماز پڑھی ہے میں نے عرض کیا کہ میں نے بھی انھیں اچھی طرح دیکھا ہے ارشاد ہوا کہ بیان کرو۔ میں نے عرض کیا ماہ رمضان کے وسط میں دیکھا کہ ایک عمدہ مکان کے اوپر کے کمرے میں بیٹھے ہیں میں بھی اُن کے پاس ہوں اور نیچے کے کمرے میں ایک عرب نے خوش لحنی سے حضور علیہ السلام کی نعت میں عربی شعر پڑھا جسکے کئی لفظ آنکھ کھلنے کے بعد یاد تھے مگر اسوقت یاد نہیں۔ نواب صاحب نے سنکر عربی زبان میں کہا۔ عُد۔ عرب کچھ نہیں بولا پھر دوبارہ بلند آواز سے یہی لفظ کہا مگر اُسنے دوبارہ نہیں پڑھا اسوقت نواب صاحب خود جوش کیساتھ اس شعر کو پڑھنے لگے اور میری آنکھ کھل گئی۔ دوسری مرتبہ اُسی ماہ رمضان کے آخر میں دیکھا کہ مسجد ہے یا کوئی وسیع مکان ہے اس میں جماعت کثیر کے ساتھ نوابصاحب نماز پڑھا رہے ہیں مگر میں اس سے علیحدہ ہوں یہ سنکر فرمایا اللہ نے فضل کیا نوابصاحب کی حالت آخر میں جو ہو گئی تھی اس سے یہ کچھ بعید نہیں ہے

اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار
نہ ہو اُس سے مایوس امیدوار

نواب صاحب کے وصیت نامہ اور بعض دیگر رسائل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلی حالت سے نواب صاحب نے رجوع کیا تھا اور تصوف کی کتابیں اکثر دیکھا کرتے تھے میں عرض کرتے وقت پیر دبا رہا تھا فرمایا کہ اب بس کرو ہم سوئیں گے پھر یہ شعر پڑھا ؎

ہمسے خوابیدہ اگر رات کو جاگے تو کیا
چشم بیدار تو ہیں پر دل بیدار نہیں

دوسرے دن حاضر ہو کر میں نے عرض کیا کہ جناب مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری کے صاحبزادے مولوی حکیم عبدالرحمن و مولوی خلیل الرحمن آئے ہیں وہ حدیث مسلسل بالاولیت کی سند چاہتے تھے تھوڑی دیر کے بعد مولوی خلیل الرحمن صاحب آئے حضرت نے مصافحہ کر کے نہیں ارشاد فرمایا ہم شاہ عبدالعزیز صاحب کے پاس گئے تھے آپنے یہ حدیث

پڑھی الرَّاحِمُونَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْكُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ[ل]
(ترمذی) پھر مولوی عبدالرحمٰن صاحب آئے اُن کے روبرو بھی یہ حدیث پڑھی اور
فرمایا کہ پہلی ملاقات میں تو یہ حدیث پڑھی اور جب دوسری ملاقات ہوئی تو دوسری حدیث
پڑھی کہ ہم اُسے دوسری ملاقات میں پڑھ دینگے شب کو ارشاد فرمایا کہ ہمارا سن سترہ یا اٹھارہ
برس کا تھا جب ہم دہلی میں شاہ عبدالعزیز صاحب کے پاس حاضر ہوئے تو شاہ صاحب بیمار
تھے آپ نے حدیث مسلسل بالاولیت پڑھی میں نے حدیث پڑھنے کی درخواست کی۔
فرمایا کہ مولوی اسحاق سے پڑھو اُن کے پاس گیا اور کچھ سنایا اور بعض حدیث کا ترجمہ بھی کیا
شاہ اسحاق صاحب بہت خوش ہوئے اور شاہ عبدالعزیز صاحب سے جا کر بیان کیا۔ پھر
جب میں شاہ صاحب کے پاس گیا تو فرمایا کہ اگر یہ لڑکا چار مہینہ ہمارے پاس رہے تو ہم
حدیث کی کتابیں پڑھائیں میں نے عرض کیا کہ حضرت والدہ نے صرف ایک مہینے کی اجازت
دی ہے نہیں ٹھہر سکتا اُسوقت تو میں ایک مہینے کے بعد چلا آیا پھر جب گیا تو شاہ صاحب کا
انتقال ہوگیا تھا شاہ اسحٰق صاحب سے حدیث پڑھی۔ ہم تنہا پڑھتے تھے بخاری شریف کے
دو بارہ پڑھ لیتے تھے۔

پھر میں صبح کو خدمت میں حاضر ہوا اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب اور مولوی خلیل الرحمٰن صاحب
بھی حاضر ہوئے۔ پوچھا کون ہیں میں نے عرض کیا۔ جب میں نے مولوی خلیل الرحمٰن کی
نسبت عرض کیا کہ یہ لٹھے کی تجارت کرتے ہیں ارشاد ہوا کہ جو کوئی کچھ خرید کرے اور سورہ
لایلاف اور چاروں قل پڑھکر اُسپر دم کرے اور دعا مانگے اللہ بڑی برکت دیتا ہے +
کسی کا ذکر بھی کیا کہ وہ غریب تھے تھوڑی تجارت کرتے تھے اسی عمل کو کیا مالدار ہوگئے۔ حدیث
میں سب کچھ ہے عمل کرنا چاہیے۔ بعض اگلے بزرگ ایسے بھی ہوئے ہیں کہ انھیں کوئی
کامل نہ ملا انھوں نے شریعت پر عمل کیا اور جو اوراد جسوقت کیلئے حدیث میں آئے ہیں

[ل] جو رحم کرنیوالے ہیں اللہ ان پر رحم کرتا ہے رحم کرو زمین کے رہنے والوں پر تم پر وہ رحم کریگا جو آسمان پر ہے یعنی اللہ تعالیٰ ۱۲

اُنھیں پڑھا وہ ولی ہو گئے اس میں کیا شک و شبہ ہے کہ جو شریعت پر عمل کرے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو فرمایا ہے اسپر چلے اور ولی نہو۔

کرامت پھر بعد ظہر حاضر خدمت ہوئے فرمایا کہ ہمارے یہاں کا پانی (یعنی جس مسجد میں آپ تشریف رکھتے ہیں اُس کے کنوئیں کا پانی) کھاری تھا گرمیوں میں خصوصًا رمضان میں بڑی دقت ہوتی تھی باہر سے پانی لانا پڑتا تھا۔ ایک روز مجھے جوش آگیا میں پڑہ رہا تھا کچھ ڈھیلے اٹھا کر اُسپر دم کرکے کنوئیں میں ڈالدیئے خدا کی قدرت پانی میٹھا ہو گیا اب تم خود دیکھتے ہو کہ کیسا پانی ہے۔

کرامت پھر ملاہن کے کنوئیں میں کھاری پانی ہونیکا ذکر فرمایا اور ارشاد ہوا کہ ایک روز ہم تسبیح پڑہ رہے تھے اتفاق سے وہ تسبیح اُس کنوئیں میں گر پڑی تھی حضرت کی وہ تسبیح تھی۔ لکڑی کی تھی لوگ اسے نکالنے لگے ہمیں جوش آیا اُنسے کہا کہ رہنے دو۔ اور اللہ سے دعا مانگی کہ اے اللہ یہ تسبیح تیرے دوست کی تھی اس کی برکت سے تو اس کنوئیں کا پانی میٹھا کر دے خدائے تعالیٰ نے اسکا پانی ایسا میٹھا کر دیا کہ محلے کے لوگ پیے کو لے جاتے ہیں + پھر لکھنو کے کھاری کنوئیں کا ذکر ارشاد ہوا کہ ایک روز ہمیں جوش آیا اور ہمنے وہی کام کیا اور مٹی کے ڈھیلے لیکر اپنر دم کیا اور کنوئیں میں ڈالدیئے اللہ نے اس کنوئیں کا پانی میٹھا اور ٹھنڈا کر دیا + میں نے عرض کیا کہ حضرت کانپور میں میری طبیعت بہت گھبراتی ہے اگر اجازت ہو تو کہیں اور چلا جاؤں **ارشاد** ہوا کہ شاہ غلام رسول صاحب بھی ایسا ہی کہتے تھے میں نے اُنسے کہا کہ آپ بزرگ ہیں لوگوں کو آپ سے بہت کچھ فائدہ ہے آپ کہاں جائیں گے شاہ صاحب پھر وہیں رہے۔ مولوی سلامت اللہ صاحب بھی گھبراتے تھے میں نے اُن سے بھی ایسا ہی کہا + پھر میں نے عرض کیا میری نسبت کیا ارشاد ہوتا ہے فرمایا کہ وہیں رہو تمسے لوگوں کو فائدہ ہے + اس ارشاد نے مجھے کانپور میں روک لیا ورنہ کانپور رہنے کی جگہ نہ تھی۔

۵۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۱ھ ہجری کو حاضر خدمت بابرکت ہوا مولوی حکیم عظمت حسین صاحب بخاری شریف کتاب الانبیاء سے کچھ پہلے سنا رہے تھے اور صاحبزادہ جناب احمد میاں صاحب بھی سنتے تھے۔ حدیث شریف میں ان لوگوں کے عذاب کا ذکر آیا جو اوروں کو نصیحت کرتے ہیں اور خود اسپر عمل نہیں کرتے حکیم صاحب نے دریافت کیا کہ یہ عذاب انکی بداعمالی کا ہوگا۔ یا عمل نہ کرنے کیساتھ نصیحت کرنے کا حضرت نے فرمایا کہ عمل نہ کرنے کا عذاب دوسرا ہے۔ یعنی اُنکی بداعمالی کا عذاب اور ہے اور ایسی نصیحت کا دوسرا ہے اسپر حکیم صاحب نے دریافت کیا کہ اگر نصیحت کرنے کے لئے کامل طور سے عمل کرنا شرط ہے تو اسوقت میں عمل بالمعروف کا دروازہ بند ہو جائیگا۔ کیونکہ کوئی ایسا عامل نہیں پایا جاتا۔ اس کے جواب میں جو کچھ ارشاد فرمایا وہ مجھے خوب یاد نہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ بعض کے نزدیک تو مطلقاً امر بالمعروف میں عدالت شرط ہے۔ مگر امام صاحب کہتے ہیں کہ وعظ و پند کے لئے تو یہ ضرور ہے مگر اسباب منہیات کے دور کرنیکے لئے اسکی ضرورت نہیں اسمیں کوئی حرج نہیں کہ ایک فاسق شراب پینے والے کے سامنے سے شراب پھینکدے پھر آپ باہر سے اندر چھپر میں تشریف لے گئے اور یہ شعر پڑھا۔

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ   چوں ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

اور فرمایا کہ ایک بادشاہ تھا اُسنے اپنے غلام سے کسی کام کو کہا اُسنے کیا اُسکی وجہ سے کوئی نقصان ہوا۔ بادشاہ نے اس سے کہا یہ تونے کیا کیا؟ اُس نے عرض کیا کہ قصور ہوا۔ بادشاہ اُس سے بہت خوش ہوا۔ بندے کو اعتراف قصور چاہیئے۔ حضرت آدم کا مرتبہ اسی وجہ سے بہت بڑا ہوا کہ انھوں نے کہا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ انفسنا پر وقف و لازم ہے۔

۶۔ جمادی الاخرے کو وقت دس بجے دن کے حاضر ہوا فرمایا کہ ہم بیمار تھے حضرت فاطمہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ تشریف لائیں۔ حضرت فاطمہؓ نے اپنا سینہ مبارک

کھول کر بیٹنے سے لگا یا اور حضرت عائشہ نے فرمایا کہ آئکی عمر ابھی بہت ہے۔ خدا کے فضل سے

میں اچھا ہو گیا۔

میں نے عرض کیا کہ حضرت میں جب کانپور میں آتا ہوں تو بہت پریشان ہو جاتا ہوں

فرمایا اچھا پھرتے رہا کرو بعض صحابہ بھی ایسا کرتے تھے اور بعض اولیائے کرام نے بھی کیا ہے

ہم بھی پھرا کرتے تھے۔ مختلف حال ہوتے ہیں جو کام بہتر ہو اسے کرنا چاہیئے میں نے عرض

کیا آپ جو فرما دیں وہی میرے لئے بہتر ہو گا۔ ارشاد ہوا میں یہی کہتا ہوں ہر وقت اللہ

کی یاد میں رہا کرو اور وہ کام کرو کہ جس میں خلقت کا فائدہ ہو اگر ایک شخص بھی درست ہو گیا

تو کافی ہے۔ بعض نبی ایسے ہوئے کہ ان کا ایک ہی اُمتی ہوا جب قبرستان میں جایا کرو

تو خواہ مخواہ الحمد اور قل اور درود شریف پڑھکر بخشدیا کرو اللہ تمہیں کشف قبور عنایت کرے

اور اسی طرح ہو جاتا ہے ٭ پھر فرمایا کہ جاؤ دل سے قریب رہنا چاہیئے ٭

میں نے عرض کیا کہ حضرت اپنے مرشد کے نام سے بیعت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں تمہارے

پاس بھی جب کوئی مرید ہونے کو آیا کرے تو اسی طرح کر لیا کرو خاندان نقشبندیہ۔ قادریہ

جس میں کہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں حضرت کا نام لوں۔ فرمایا نہیں۔ بس کہدیا کرو کہ

حضرت شاہ محمد آفاق صاحب کے سلسلے میں بیعت کیا ٭

۹ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ کو اس غرض سے حاضر ہوا کہ نماز عید الضحےٰ حضرت قبلہ کے پیچھے میسر ہو

کیونکہ عرصہ سے آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا مسجد میں آتے ہی حضرت

قبلہ کو معلوم ہوا اسیوقت بلوایا۔ میں استنجا کرنے چلا گیا تھا فارغ ہو کر حاضر ہوا۔ خیریت

دریافت فرمانے کے بعد کلاہ ملبوسہ عنایت فرمائی اور ارشاد ہوا کہ اس سے بہت فائدہ

ہو گا۔ پھر آپ نے رخصت کر دیا اس روز بھوپال وغیرہ سے آدمی آئے ہوئے تھے اسلئے

دن کو پھر کلام کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ شب کو گیارہ بجے کے بعد حضرت قبلہ استنجا

لہ یہ واقعہ پہلے بھی لکھا گیا ہے اور حاشئے پر اس کی شرح کی گئی ہے ٭

کے لئے اٹھے ہیں سو رہا تھا آواز سنکر آنکھہ کھل گئی ہیں اٹھکر حاضر خدمت ہوا. خادم
نے ایک ہندو کے آنے کا ذکر کیا اُسکا کچھہ قرض تھا حضرت نے اسے بلوایا جب وہ آیا
تو فرمایا لوگوں نے ادھر اُدھر لیکر تمہارا قرض کر دیا ہے. اچھا بتاؤ ہمارے گھر میں کسقدر گیا
ہے + اُسنے کہا کہ پانچ روپیہ اور ایک سو ساٹھہ روپیہ دس آنے اور ہیں. حضرت نے ارشاد
فرمایا کہ تمہارے پاس پانچ روپیہ ہوں تو لا دو + میرے پاس اسوقت نہ تھے فرمایا کہ کسی اپنے
ملاقاتی سے لیلو + میں مرزا عنایت علی بیگ صاحب سے مانگ کر لے گیا اسوقت بہت
خوش ہوئے اور دعا فرمائی جب وہ ہندو چلا تو اُس سے فرمایا کہ اللہ کی یاد رکھا کرو اور اسلام
کو حق جانو جب وہ چلا گیا تو فرمایا کہ رام لچھمن یہ سب خدا پرست تھے لوگوں کو بُرے
کاموں سے منع کرتے تھے یہ بات اور ہے کہ بعض باتیں توریت یا اسلام کے خلاف
بھی تعلیم کیں مثلاً چچا کی لڑکی سے اُنکے یہاں نکاح حرام ہے ہمارے یہاں درست ہے +
میں نے عرض کیا حضرت پھرنے کو دل بہت چاہتا ہے ایک جگہ قیام میں دل
نہیں لگتا ارشاد ہوا کہ کیا مضائقہ ہے بعض کی نسبت ایسی ہی ہوتی ہے کہ وہ
پھرا کرتے ہیں حضرت مسیح علیہ السلام بھی پھرا کرتے تھے اسی وجہ سے انھیں مسیح کہتے ہیں
میں بھی پھرا کرتا تھا سات مرتبہ دہلی گیا اب ضعف بہت ہو گیا ہے اسوجہ سے نہیں جاتا
اور یہاں پانی وغیرہ بے تکلف طاہر ملتا ہے یہ بھی ارشاد ہوا کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِیْسٰی عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَابْنُ
اَمَتِهٖ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ اسے پڑھ لیا کرو اسکے پڑھنے سے
بہت کچھہ فیض باطنی ہوتا ہے + اسوقت آپ نے ایک شخص کی محبت کا ذکر فرمایا کہ اُسنے
محبت میں جان دیدی پھر فرمایا کہ وہ شہید ہوا کیونکہ جو شخص مرد ہو یا عورت عفیف ہو اور
کسی کی محبت میں مرجاوے تو شہید[1] ہوتا ہے + یہ بھی فرمایا کہ ہمنو کچھہ نہیں کرتے نماز

[1] محبت میں شہید ہونیکا ذکر کئی مرتبہ فرمایا حضرت شاہ غلام رسول صاحب اور حضرت شاہ کرامت علی

صاحب علیہما الرحمہ نے جو کچھ اس فقیر سے اس باب میں بیان فرمایا تھا اسے بھی لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ طالبین خدا اس قصہ کو دیکھکر اپنی آتش محبت کو تیز کریں۔ ایک مرتبہ حضرت شاہ غلام رسول صاحب علیہ الرحمہ کیخدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کرنا چاہا کہ عشق مجازی کیسا ہے یعنی اچھی چیز ہے یا بری مگر کمسنی اور رعب کے باعث سے پوچھنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی تھوڑی دیر کے بعد حضرت ممدوح نے یہ قصہ بیان فرمایا کہ ہمارے گاؤں میں ایک ہندو رہتا تھا اوسکے چار بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔ اسی محلہ میں ایک مکتب خانہ تھا اسمیں لڑکے پڑھتے تھے ایک لڑکا اسی ہندو کی ایک لڑکی پر عاشق ہوگیا اس کی یہ حالت ہوئی کہ جب مکتب سے چھٹی ملے تو اس ہندو کے دروازے پر آکر کھڑا ہو جائے اور جب گھر سے کوئی آدمی آئے تو پکڑ لیجائے اور جب گھر سے مکتب کو چلے تو وہیں آکر کھڑا ہو جائے مکتب خانہ سے کوئی لڑکا آکر پکڑ لیجائے تو جاوے۔ اسکا چرچہ ہونے لگا اس لڑکی کے بھائیوں کو ناگوار ہوا بدنامی کا خوف گیا ایک روز موقع پاکر لڑکے کو مار ڈالا اور وہیں ایک حوض میلے پانی کا تھا جس میں تمام محلے کا پانی جمع ہوا کرتا تھا اسمیں ڈالدیا اسکے والدین تلاش کرکے بیٹھ رہے کئی روز کے بعد ایک شخص نے میلا پانی اسمیں ندر سے چھوڑا اسمیں اسکا کپڑا کچھ نظر آیا دیکھا گیا تو نعش نکلی وہیں سڑک پر رکھدی گئی۔ لوگوں کا ہجوم ہوگیا اسوقت ایک عجیب بات تو یہ دیکھ رہے تھے کہ جس حوض سے یہ نکالا گیا ہے اسکا پانی اسقدر کثیف میلا اور سیاہ ہے کہ اگر صاف کپڑا گرے تو میلا سیاہ ہو جاوے مگر یہ لڑکا کئی روز کا گرا ہوا نہ اسکی نعش میں کسی طرح کا تغیر ہے نہ اُسکے کپڑے پر کوئی میلے پن کا داغ ہے البتہ بھیگا ہوا ہے۔ جس لڑکی پر وہ عاشق تھا وہ بھی اپنے کوٹھے کے زینہ سے اس نعش کو دیکھ رہی تھی ایک شخص نے کہا کہ کمبخت دیکھتی کیا ہے تیرے ہی پیچھے اس کی جان گئی یہ سنتے ہی ہائے دیّہ کہکر کود پڑی اور اس نعش کے متصل پہنچتے ہی اسکا دم نکلگیا اور عشق نے عجیب کرشمہ دکھایا کہ دونوں نعشیں باہم لپٹ گئیں۔ اس طرح کہ ایک کے ہاتھ دوسرے کے گلے میں ہو گئے ایک تہلکہ مچ گیا۔ اب مشکل یہ پیش آئی کہ ایک نعش مسلمان کی ایک ہندو کی بہت کوشش کی گئی کہ علیحدہ کیجائیں۔ مگر نہو سکا مجبور ہوکر ہندوؤں نے مسلمانوں ہی کے سپرد کر دیا مسلمان لے گئے غسل وکفن دیکر دفن کرنے لے چلے۔ شاہ صاحب ممدوح فرماتے تھے کہ بجز پردہ نشین عورتوں کے مسلمان ہندو۔ عورت مرد جنازے کے ہمراہ تھے اور جنازے

سے اسقدر خوشبو کی مہک تھی کہ جس راہ سے جنازہ گزرتا تھا وہ راہ معطر ہو جاتی تھی جو آدمی پیچھے رہ گئے تھے وہ اسی نشان سے چلے آتے تھے یعنی اس راہ میں خوشبو ہے۔ جب قبر میں نعش رکھی گئی تو معلوم ہوتا تھا کہ قبر میں عطر کے قرابے کھولدیئے گئے ہیں اسقدر بیان فرماکر فرمایا کہ خوب چیز ہے مگر کمال ہو جاوے۔ غرضکہ میرے خیال سے اللہ تعالےٰ نے آپ کو آگاہ کیا اور آپ نے بعنوان شایستہ جواب دیا۔

حضرت شاہ کرامت علیصاحب قدس سرہٗ سے بھی میں نے وہی سوال کیا اور اسکے جواب میں آپنے ذیل کا قصہ بیان فرمایا کہ کسی مقام پر ایک مسلمان نوجوان ایک ہندو امیر کی لڑکی پر عاشق ہو گیا تمام دن اسی کے مکان کے گرد پھرا کرتا تھا یا وہیں کہیں کھڑا رہتا تھا جس لڑکی کی شادی ہو گئی تھی مگر گونہ یعنی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ جب اسکی محبت کا چرچہ ہونے لگا تو اس ہندو کو ناگوار ہوا اس نے لڑکی کو اس خیال سے رخصت کر دیا کہ جب لڑکی یہاں سے چلی جائیگی تو اس سے پیچھا چھوٹ جائیگا لڑکی کی سسرال دریا پار تھی ناؤ پر سوار ہو کر لڑکی جانے لگی وہ عاشق بھی وہیں موجود ہوا اور وہ بھی اُسی ناؤ پر سوار ہوا لڑکی کے لوگ پریشان ہوئے کہ یہ دقت تو ہمراہ چلی۔ لڑکی کے ہمراہ جو ایک عورت تھی اُسنے کہا کہ میں اس کی تدبیر کرتی ہوں اُسنے اس لڑکی کی جوتی ہاتھ میں لیکر اُس عاشق سے کہا کہ تو بہت محبت کا دم بھرتا ہے یہ جوتی تیرے معشوق کی ہے ہم اسے پھینکتے ہیں لے آ تو یہ کہکر اسنے جوتی دریا میں ڈالدی اسکے ساتھ ہی وہ عاشق بھی دریا میں کود پڑا اور ڈوب گیا۔ لوگ سمجھے کہ جھگڑا طے ہو گیا لڑکی چند روز اپنی سسرال میں مشکل سے رہی اور اپنے میکے جانیکا اصرار کیا سسرال والوں نے بخوشی رخصت کر دیا۔ وہ لڑکی دریا پر پہنچکر جب ناؤ پر سوار ہوئی تو اس نے پوچھنا شروع کیا کہ وہ شخص کہاں کودا تھا اس کے ہمراہ جو عورت تھی اس نے کہا کہ جب وہ جگہ آئے گی تو بتاؤں گی۔ جب وہ اس جگہ پہنچی تو عورت نے بتایا۔ وہ لڑکی فوراً وہیں کود پڑی اور ڈوب گئی اس کے آدمی سب حیرت زدہ افسوس کرتے رہ گئے کچھ دیر کے بعد دیکھا کہ اس لڑکی کی نعش اور اس عاشق کی نعش ایک دوسرے سے ملی ہوئی دریا پر جا رہی ہے ؎ کشتئے کہ عشق دارنگزاردت بدینسان + بجنازہ گر نیائی بمزار خواہی آمد۔ اگر شہادت نہ ہوتی تو یہ کرشمے کیونکر ظہور میں آتے۔ اب چونکہ قلوب میں سختی زیادہ ہو گئی ہے اسلئے یہ باتیں ناپید ہیں اسوقت لوگ ایسی باتوں کو جھوٹا قصہ سمجھیں گے۔ مگر ہمیں ایسے لوگوں سے بحث نہیں ہم طالبین خدا سے کہتے ہیں کہ بھلا ایسی محبت تو محبوب حقیقی سے پیدا کرو پھر اسکا لطف دیکھو۔ ۱۲۔

پڑھ لیتے ہیں۔ نماز میں بلا قصد و ارادہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ میاں ہمیں دیکھ رہے ہیں۔
ہمیں اٹھاتے ہیں بٹھاتے ہیں۔ حضرت فاطمہ خواب میں تشریف لاتی ہیں اور اپنے سینے سے
لگا لیتی ہیں اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ پیار کرتی ہیں اور جب بیمار ہوتا ہوں تو تشریف لاتی
ہیں مگر اوسی روز سے اچھا ہو جاتا ہوں۔ اس مرتبہ عید کی نماز مولوی عبدالکریم صاحب کی مسجد میں
ہوئی۔ یہ مسجد نو تعمیر ہے تحصیل برکت کی غرض سے ہمیں نماز پڑھوائی گئی۔ خطبے میں اول حمد و نعت
عربی میں پڑھکر اردو زبان میں وعظ پر اثر بیان فرمایا +

سنہ ۱۳۱۱ھ کو حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر تھا میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی نسبت
حضرت سے دریافت کیا۔ ارشاد فرمایا کہ ہم سے لوگوں نے دریافت کیا تھا ہم نے کہدیا
کہ وہ جھوٹا ہے + میں نے عرض کیا کہ حضرت آخر اسکا سبب کیا ہے فرمایا کہ شیطانی اغوا اور کیا
ہوتا + میں نے عرض کیا کہ قرآن و حدیث کو مانتا ہے اوسکی اتباع کا مدعی ہے۔ فرمایا کہ ایسے
ماننے سے کیا ہوتا ہے صحابہ کے مخالف ہے + حضرت نے اوسکی برائی میں کچھ اور الفاظ فرمائے
تھے لکھنے کے وقت مجھے اسقدر یاد رہے +

۱۳ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۱ھ کو بعد نماز صبح رخصت کے لئے حاضر ہوا اوسوقت تجدید بیعت بھی میں
نے کی تھی۔ توبہ کے بعد خاندان نقشبندیہ قادریہ میں بیعت کی اور ایسی توجہ فرمائی کہ میں بے اختیار
ہوگیا اوسوقت بھی کچھ اشعار پڑھے جن میں سے ایک شعر یہ ہے ؎

ہر چہ جز ذکر خدائے احسن است + گر شکر خوردن بود جان کندن است

پھر فرمایا ہمیں بعض بات کہتے شرم آتی ہے اور ہمنے کسی سے کہا بھی نہیں۔ مگر تم سے کہتے ہیں
پھر بعض اپنے حالات بیان فرمائے جنکو بنظر مصلحت میں نہیں لکھتا۔ یہ بھی فرمایا بعض لوگونکو
حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کی تمنا ہوتی ہے۔ ایک بزرگ تھے اون کے پاس حضرت
خضر تشریف لائے تھے۔ انھوں نے ایک مرتبہ اونسے کہا کہ آپ تشریف نہ لایا کیجئے۔ میرے

وظیفہ میں خلل ہوتا

۲ شوال ۱۳۱۱ھ کو حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اسوقت صاحبزادے صاحب حضور میں تشریف رکھتے تھے۔ فرمایا کون ہے۔ صاحبزادے صاحب نے کہا کہ مولوی محمد علی۔ فرمایا کہ ہمارے مولوی محمد علی + اُنھوں نے کہا کہ جی ارشاد ہوا کہ وہ آئیں یا نہ آئیں وہ ہر وقت ہمارے پاس ہیں + میں بیٹھ گیا اور مزاج مبارک کا حال دریافت کیا کمر میں درد تھا فرمایا کہ ہم ہمیشہ اچھے رہتے ہیں اور یہ شعر پڑھا ؎

نزد عاشق درد و غم حلوا بود　　　گرچہ با دیگر کساں بلوا بود

پھر اور مضامین عشقیہ اور اشعار زبان فیض ترجمان سے جوش میں نکلے جس سے بہت کچھ کیفیت اور گریہ رہا۔ اسی حالت میں کھانا کھانے کے لئے خادم نے پکارا میرا قصد اُٹھنے کا نہ تھا مگر اور لوگ بغیر میرے نہ اُٹھے اسلئے مجھے اٹھنا پڑا۔ پھر دوسرا جلسہ ہوا اس میں بھی صبر و تحمل کے لطف کا بیان بہت کچھ فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ صحابہ اور تابعین ایسے ایسے تھے جنکی ایک نگاہ سے عالم تہ و بالا ہو جائے مگر انھوں نے صدمات پر اور مخالفوں کے تکالیف اور رنج دہی پر ایسا صبر کیا ہے کہ جان تک دیدی ہے انھیں ایسا مزہ تھا کہ اگر سو مرتبہ زندہ ہوتے اور شہید کئے جاتے تو اور زیادہ انھیں لطف آتا۔ اس مرتبہ تین دفعہ تنہائی کی صحبت ہوئی اور اسی قسم کا ذکر حضرت نے فرمایا اس کے بعد اسی سال میں مجھے کچھ ایسے صدمات پیش آئے اور ایسی مخالفتیں ہوئیں کہ تمام عمر نہوئی تہیں اسوقت ظاہر ہوا کہ خلاف معمول ہر مرتبہ جو خاص صبر و تحمل ہی کی تعلیم فرمائی اسکی وجہ یہ تھی اللہ اکبر کسقدر کشف عالی صحیح تھا اس فقیر نے تمام عمر بارہا آپکے کشف کو تجربہ کیا مگر کبھی خلاف واقع نپایا اگر آپکے انکشافات اور کرامات جمع کئے جائیں تو ایک بڑی کتاب ہو جائے۔ واللہ الموفق والمعین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی محمد والہ واصحابہ اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضمیمہ مسمّیٰ بہ مفید الطالبین

عرض دارد فقیر آل بتول	بعد حمد خدا و نعت رسول

میں اس مقام پر چند فائدے بیان کرتا ہوں جنکا جاننا طالب راہ خدا کے لئے ضرور ہے۔
پہلا فائدہ جسکے دل میں اس مطلوب حقیقی کا ذوق پیدا ہوا وسے چاہیئے کہ لباس تقوی سے اپنے آپکو آراستہ کرے اور بدوں کی صحبت سے پرہیز اور نیکوں کی صحبت اختیار کرے اور نیک بھی وہ جو اُسکے خیر خواہ ہوں اور خیر خواہ انھیں سمجھنا چاہیئے جو اس کے عیبوں پر اُسے مطلع کریں اور نیک کام کی اسے رغبت دلائیں۔ صحبت نیک عجب کیمیا ہے اور صحبت بد زہر قاتل ہے ؎

صحبتِ طالح ترا طالح کند	صحبت صالح ترا صالح کند

اس زمانے میں صحبت نیک مثل عنقا کے گویا معدوم ہے اسلئے بہتر یہ ہے کہ اگلے بزرگونکے کلام کی صحبت رکھے یعنی اُنکی کتابیں دیکھا کرے اور اسپر عمل کرنے کی کوشش کرے اور مرشد کامل کی تلاش میں رہے اور جسوقت صدق دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہوگا اور مرشد کامل کے ملنے کی اُس سے التجا کرے گا تو اللہ تعالی اوسے مرشد کامل سے ملادے گا یہ بھی خوب یاد رہے کہ جسطرح بزرگوں کا کلام موثر ہے اور اُنکے تصانیف دیکھنے سے دل میں روشنی پیدا ہوتی ہے جسکی وجہ سے راہ حق معلوم ہوتی ہے اور اسپر چلنے کا اُسے شوق ہوتا ہے اسی طرح ہر تصنیف میں اُس کے مصنف کا اثر ہوتا ہے۔ یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ کتاب کا دیکھنے والا گویا مصنف کتاب کی صحبت میں بیٹھا ہوا ہے اگر کفار۔ فجار۔ ملاحدہ کی کتابیں دیکھتا ہے تو ضرور اسکے دل پر تاریکی آئے گی اور جس خیال

کے وہ کفرہ ہیں اس کی طرف اُس کے دل کو کشش ہوگی کم ہو یا زیادہ اگر ایسی کتابوں کی ممارست
زیادہ رکھے گا تو نہایت خطرہ ہے عجب نہیں کہ اسکے شیطانی خیالات روحانی فیض کو برا سمجھنے لگیں اور
اس سے صرف محروم ہی نہ رہے بلکہ نکال آخرت خریدلے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے بچائے۔ آمین

دوسرا فائدہ۔ مرشد کامل کی شناخت یہ ہے کہ اسکی صحبت میں دل اللہ کی طرف متوجہ ہو۔ اور دنیاوی
خیالات دل میں کم آویں اور ایک قسم کی تسلی اور طمانیت حاصل ہو مگر بوجہ اختلاف حالت قلب کے
اثر صحبت میں بیشی اور کمی ہوتی ہے جنکا قلب زیادہ صالح ہے وہ کامل کی صحبت میں بیٹھتے ہی محو
ہوجائیں گے اور دنیا کا خیال مطلقاً انکے دل میں نہ رہے گا اور جنکے قلب میں صلاحیت کم ہے انکو
بقدر انکی صلاحیت کے توجہ الی اللہ ہوگی اور اس اثر کے لئے کامل کا متوجہ ہونا ضرور نہیں ہے بلکہ
فقط اسکی صحبت میں فیضان ہوتا ہے اور جسطرح اختلاف صلاحیت کیوجہ سے اثر میں کمی اور بیشی ہوتی ہے اسی
طرح مفید اور مستفید کے اختلاف حالت کیوجہ سے بھی اثر میں کمی و بیشی ہوتی ہے بہت کم مرتبہ عالی مرتبہ سے کم فائدہ
اٹھاتا ہے اور اسیوجہ سے اثر کم معلوم ہوتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اثر کے مرتب ہونیکے لئے مفید اور مستفید میں مناسبت ضرور
ہے جسقدر مناسبت زیادہ ہوگی اسیقدر مستفید کو فائدہ زیادہ ہوگا اور جسقدر مناسبت کم ہوگی اسیقدر
فائدہ کم ہوگا اور مناسبت کے اسباب بعض تو ظاہر ہوتے ہیں اور بعض ایسے پوشیدہ ہوتے ہیں کہ سوائے اس علام الغیوب کے کوئی
نہیں جان سکتا اسی سبب سے جو شقی القلب ہیں انھیں کچھ اثر نہیں ہوتا اگرچہ کیسے ہی کامل کی صحبت
میں بیٹھیں یہی وجہ ہوئی کہ بہت کفار انبیائے کرام علیہم السلام کی صحبت میں بھی ایمان نہ لائے
ایسے لوگ اگرچہ بظاہر انسان ہیں مگر حقیقت میں وہ انسان نہیں ہیں ؎

آنکہ مے بینی خلاف آدم اند
نیست آدم بل غلاف آدم اند

الغرض اگر ایسا کامل ملے جسکی صحبت میں وہ اثر پایا جائے جسکا ذکر کیا گیا تو اسکی صحبت کو غنیمت
جانے اور تمام اوراد و وظائف پر مقدم رکھے مولانا روم فرماتے ہیں ؎

صحبت یک ساعتت با اولیا
بہتر از صد سال طاعت بے ریا

اور اگر صحبت میں اثر نہ پاوے مگر شریعت پر مستقیم دیکھے تو اُسکی طرف حسن ظن رکھے اور اپنا

قصور سمجھے اور اگر شریعت کا پابند نہیں ہے تو اگرچہ صاحب اثر ہو اُس سے پرہیز کرے کیونکہ اسمیں خطرہ ہے اللہ تعالی فرماتا ہے اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ یعنی اُسکے اولیا پرہیز گار ہی ہوتے ہیں

خلاف پیمبر کسے رہ گزید		کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

تیسرا فائدہ۔ طالب کو چاہیئے کہ جب ایسا مرشد کامل ملجائے تو اپنی نہایت خوش نصیبی سمجھے اور اُس کی صحبت کے آداب کا نہایت لحاظ رکھے جو شرطیں مرید کے لئے ضرور ہیں اُن کو اچھی طرح بجالائے ورنہ کامل کی صحبت بھی کچھہ فائدہ نہ دے گی اب میں چند آداب صحبت اور ضروری شرائط امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات اور دوسرے بزرگوں کے کلام سے نقل کرتا ہوں اول وہ آداب لکھے جاتے ہیں جو مرید کو پیر کے پاس برتنا چاہئیں۔ (۱) یہ اعتقاد کرے کہ میرا مطلب اسی مرشد سے حاصل ہوگا اگر دوسری طرف توجہ کرے گا تو مرشد کے فیض وبرکت سے محروم رہے گا۔ (۲) ہر طرح مرشد کا مطیع ہو اور جان ومال سے اُسکی خدمت کرے کیونکہ بغیر محبت پیر کے کچھ نہیں ہوتا اور محبت کی ترازو یہی ہے (۳) مرشد جو کچھہ کہے اُسے بے تامل فوراً بجالائے بغیر اجازت اوس کے فعل کی اقتدا نکرے کیونکہ بعض وقت وہ اپنے حال اور مقام کے مناسب ایک کام کرتا ہے کہ مرید کو اُسکا کرنا زہر قاتل ہے (۴) جو ورد و وظیفہ مرشد تعلیم کرے اسی کو پڑھے اور تمام وظیفے چھوڑ دے خواہ اُس نے اپنی طرف سے پڑھنا شروع کیا ہو یا کسی دوسرے نے بتایا ہو (۵) مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اُسی کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے یہاں تک کہ سوائے فرض وسنت کے نماز نفل اور کوئے وظیفہ بغیر اس کی اجازت کے نہ پڑھے (۶) حتی الامکان ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اُسکا سایہ مرشد کے سایہ پر یا اُسکے کپڑے پر پڑے (۷) اُسکے مصلے پر پیر نہ رکھے (۸) اُسکی طہارت اور وضو کی جگہ خود طہارت یا وضو نکرے (۹) مرشد کے برتنوں کو استعمال میں نہ لائے (۱۰) اُسکے سامنے نہ کھانا کھائے نہ پانی پیئے اور نہ وضو کرے ہاں اجازت کے بعد مضائقہ نہیں (۱۱) اُسکے روبرو کسی سے

سلہ یا کسیوقت ترک سنت یا مستحب کرتا ہی کسی عذر کیوجہ سے اور دوسرا اُسکے عذر کو نہیں جانتا۔

بات نہ کرے بلکہ کسی کی طرف متوجہ بھی نہ ہو (۱۲) جسجگہ مرشد بیٹھا ہو اُس طرف پیر نہ پھیلائے اگرچہ سامنے نہ ہو (۱۳) اور اُس طرف تھوکے بھی نہیں (۱۴) جو کچھ مرشد کہے یا کرے اُسپر اعتراض نکرے کیونکہ جو کچھہ وہ کرتا ہے وہ الہام سے کرتا اور کہتا ہے اگر کوئی بات سمجھہ میں نہ آئے تو حضرت موسےٰ اور خضر علیہما السلام کا قصہ یاد کرے تمام جہان سے زیادہ وہ بدنصیب وہ شخص ہے جو بزرگوں کی عیب چینی کرتا ہے خدائے تعالے ہمارے تمام محبوں اور دوستوں کو اس سخت بلا سے محفوظ رکھے۔ آمین (۱۵) اپنے مرشد سے کرامت کی خواہش نکرے (۱۶) اگر کوئی شبہ دل میں گزرے تو فوراً عرض کرے اور اگر وہ شبہہ حل نہو تو اپنے فہم کا نقصان سمجھے اور اگر مرشد اُسکا جواب نہ دے تو جان لے کہ میں اسکے جواب کے قابل نہ تھا (۱۷) خواب میں جو کچھ دیکھے وہ مرشد سے عرض کرے اور اگر اسکی تعبیر ذہن میں آئے تو اسے بھی عرض کردے (۱۸) بے ضرورت اور بے اذن مرشد سے علیحدہ نہو (۱۹) مرشد کی آواز پر اپنی آواز بلند نکرے اور باواز بلند اُس سے بات نکرے اور بقدر ضرورت مختصر کلام کرے اور نہایت توجہ سے جواب کا منتظر رہے (۲۰) اور مرشد کے کلام کو دوسروں سے اُسقدر بیان کرے جسقدر لوگ سمجھ سکیں اور جس بات کو ایسا سمجھے کہ لوگ نہ سمجھیں گے تو اُسے بیان نکرے (۲۱) اور مرشد کے کلام کو رد نہ کرے اگرچہ حق مرید ہی کیجانب ہو بلکہ یہ اعتقاد کرے کہ شیخ کی خطا میرے ثواب سے بہتر ہے (۲۲) جو کچھ اسکا حال ہو بھلا یا برا اُسے مرشد سے عرض کرے۔ کیونکہ مرشد طبیب قلبی ہے اطلاع کے بعد اُسکی اصلاح کرے گا مرشد کے کشف پر اعتماد کرکے سکوت اختیار نکرے (۲۳) جو کچھہ فیض باطنی اُسے پہنچے مرشد کا طفیل سمجھے اگرچہ خواب یا مراقبہ میں دیکھے کہ دوسرے بزرگ سے پہنچا ہے اگر دوسرے بزرگ سے فیضان کا ہونا دیکھے تو جانے مرشد کا کوئی لطیفہ اُس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے الحاصل راہ سلوک بالکل ادب ہے اگر اس کا لحاظ نہ رکھے گا اور حتی الوسع اُنکی رعایت نکرے گا اور بر تقدیر کاہل رعایت نہ ہونے کے اپنے آپ کو قصوروار نہ سمجھے گا تو وہ بزرگوں کے فیض و برکت سے محروم رہے گا اور خدا تک ہرگز نہ پہنچے گا ۵

کردم از عقل سوالے کہ بگو ایماں چیست	عقل در گوش دلم گفت کہ ایماں ادب ست
ادب تاجیست از لطف الٰہی	بنہ بر سر برد ہر جا کہ خواہی

آداب مرشد کے جو بیان کئے گئے وہ مشایخ کی ایجاد نہیں ہیں بلکہ قرآن مجید سے احادیث شریفہ سے صحابہ کرام کے افعال سے آداب مرشد اور پیر کی محبت کا ثبوت ظاہر ہے۔ تمام امت محمدیہ کے اول مرشد اور سب کے پیر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اُنکے آداب اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں اس طرح فرماتا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ یعنی اے مسلمانو اللہ اور رسول کے سامنے پیشدستی نہ کرو کسی قول اور فعل میں آگے نہ بڑھو۔ اُسکے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الآیۃ اے ایمان والو رسول اللہ کی آواز سے اپنی آوازیں بلند نہ کرو اور ایسی آواز سے بھی نہ بولو جیسے باہم گفتگو کرتے ہو۔ یعنی جس طرح باہم بے تکلفانہ گفتگو کرتے ہو اور ایک دوسرے کے ادب کا خیال نہیں کرتے زور زور سے بات چیت کرتے ہو اس طرح رسول اللہ سے گفتگو نکرو بلکہ انکی عظمت کا خیال رکھو اور ادب سے بات چیت کرو۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ کرام کے ادب کا حال کیا بیان کیا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے جلیل القدر صحابی جنکی عظمت و شان کو خواص کیا اکثر عوام بھی جانتے ہیں ان کا یہ حال ہوا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو آپکی آواز نہیں نکلتی تھی جب کوئی بات آپ کہتے تو حضور علیہ السلام دریافت فرماتے کہ کیا کہتے ہو اس استفسار پر بھی آواز اسقدر نکلتی تھی کہ حضور سن لیتے تھے اور بغیر اسکے آپکی بات سنائی نہیں دیتی تھی۔ تمام صحابہ کا یہ حال تھا کہ جب صحبت مبارک میں بیٹھتے تھے تو اسقدر مودب ہوکے بیٹھتے تھے کہ فرماتے ہیں کَاَنَّ عَلٰی رُءُوْسِنَا الطَّیْرُ گویا ہمارے سروں پر جانور ہیں یعنی بدن کو حرکت نہیں ہوتی تھی جس طرح انسان جانور کے پکڑنے میں بے حس و حرکت ہوکر بیٹھتا ہے اُسی طرح ہم حضور کی صحبت میں بیٹھتے تھے خیال کرنے کا مقام ہے کہ

باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے احباب میں نہایت بے تکلف رہتے تھے مگر بایںہمہ صحابہ کے ادب کا یہ حال تھا۔ مشائخ کرام نے اسی ادب کی تفصیل بیان کی ہے اور مرشد کے ساتھ اسکے برتنے کو فرمایا ہی کیونکہ شیخ وقت ہر زمانے میں ہدایت و ارشاد کی نظر سے قائم مقام ہادی برحق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ لواقح الانوار میں یہ حدیث نقل کرتے ہیں لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ +++ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی مسلمان نہ ہوگا اُسوقت تک جب تک میں اُسکے دل میں زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اُسکے باپ سے اور اُسکے بیٹے سے اور تمام دنیا کے لوگوں سے۔ اِسکے بعد امام شعرانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ذکر ہی مگر حضور کے بعد جسوقت میں جو ہادی اور مرشد ہی اُس کے لئے بھی یہی حدیث ہے کیونکہ وہ اُسوقت قائم مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی۔ غرضکہ امام ممدوح اِس حدیث سے ثابت کرتے ہیں کہ مرشد کی محبت تمام دنیا سے زیادہ ہونی چاہئیے بعض روایات میں آیا ہی کہ حدیث مذکور جسوقت بیان ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپکو تمام دنیا سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں مگر ابھی تردد ہے کہ اپنے نفس سے بھی زیادہ آپکو محبوب رکھتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ تمہارے ایمان میں اتنا ہی قصور ہے پھر حضرت عمرؓ نے تامل کیا اور فرمایا کہ ابتو میں اپنی جان سے بھی زیادہ آپ کو چاہتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ اب تمہارا ایمان کامل ہوا ذرا سی دیر میں تردد دور ہو گیا یہ حضور علیہ السلام کی توجہ اور صحبت کا اثر تھا حضور کی نظر توجہ میں عجیب کشش تھی صحابہ کرام کو اسی کشش نے عاشق بنا دیا تھا۔ اِسی کشش کو کفار و منافقین سحر کہتے تھے اگرچہ اور معجزات کیوجہ سے بھی ساحر سمجھتے تھے مگر اس غیر معمولی کشش کو بھی وہ سحر ہی خیال کرتے تھے۔ مقام غور ہے کہ ایک شے ہی کہ ایمان والوں میں وہ باعث ترقی ایمان ہے اور منکرین و منافقین میں باعث

انکار وار تداد۔ یہانتک تو مرشد سے برتاؤ کا ذکر کیا گیا اب مختصراً دوسروں سے برتاؤ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

وہ آداب جو دوسروں کے ساتھ برتنا چاہیئے وہ یہ ہیں (۱) جس طرح مرشد کے حکم کا اتباع کرے اُسیطرح اُسکا اتباع کرے جو اُسکا خلیفہ ہو یا اور جو اُس سے پہلے مرید ہو چکا ہی اگرچہ اُسکے اعمال صالحہ ظاہری اِسکے اعمال صالحہ سے کم ہوں یہ اتباع اُسوقت ہی کہ وہ اگلا مرید حقیقی مرید ہو یعنی توبہ پر قائم ہو (۲) کسی پر غصہ نہ کرے کیونکہ غصہ سے ذکر کی نورانیت جاتی رہتی ہے (۳) طالب علموں سے مناظرہ اور جھگڑا نہ کرے کیونکہ اُس سے نسیان پیدا ہوتا ہے اور قلب میں کدورت آتی ہے اگر اتفاقاً کسی پر غصہ آجائے یا مناظرہ ہو پڑے تو فوراً استغفار کرے اور اُس سے عفو چاہے اگرچہ حق ہی پر کیوں نہو (۴) کسیکو نظر حقارت سے نہ دیکھے بلکہ اُسے نیک و صالح گمان کرے اور دعا کا اُس سے خواستگار ہو۔ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ اگر طالب اپنے کو کافر فرنگ سے بدتر نہ سمجھے تو اُسپر خدا کی معرفت حرام ہی۔ فائدہ چوتھا مرشد کے آداب اور حق استاد اور والدین کے حق سے بڑھے ہوے ہیں جامع الاصول میں سے منقول ہے۔ اِعْلَمْ اَنَّ مُكَافَاةَ بَعْضِ حُقُوْقِ الشَّيْخِ لَا يَتَيَسَّرُ اِلَّا بِرِعَايَةِ حُسْنِ الْاَدَبِ وَالتَّعْظِيْمِ فِى الطَّرِيْقَةِ مِنْ مُعْظَمَاتِ حُقُوْقِهٖ لِاَنَّ اِهْمَالَ عَيْنُ التَّقْصِيْرِ وَالْخُسْرَانِ لِاَنَّ لَهٗ نِسْبَةَ الْاُبُوَّةِ الْمَعْنَوِيَّةِ بَلْ قَالُوْا هٰذِهِ النِّسْبَةُ عِنْدَ اَهْلِ الْمَحَبَّةِ وَالْعَارِفِيْنَ اَشْرَفُ وَاَعْظَمُ مِنْ نِسْبَةِ الْاُبُوَّةِ الظَّاهِرَةِ اِنْتَہیٰ اور مطالب رشیدی میں ہے کہ مخفی مباد کہ آداب استاد و عالم و پدر و پیر بزرگ یکسان ست مگر آداب و مقام پیر و مرشد ازہمہ بالاتر ست کہ پیر آنرا میگویند کہ بادے بیعت کند وازوے تربیت یا بدولت وے وصل بحق گردد وایں صفت نباشد مگر در پیراں کہ آنرا مشایخ می نامند بخلاف دیگراں کہ تعلیم علم ظاہر از عربی و فارسی وغیرہ می کنند یا ہنرے می آموزند پس کجا مرتبہ ایں اساتذہ و کجا مرتبہ آں مشایخ و مرتبہ پیر از پدر ہم زیادہ است کہ پدر پرورش بدن میکند و پیر پرورش روح و پدر ازیں خواہاں خدمت و شامی رباشد اگر اندک قصور ازوے شود ناخوش می شود و عاق میکند

پیر سراپا شفقت با مرید می باشد و پروائے خدمت ظاہر از وے ندارد ظاہر و باطن شفیق و متوجہ حال وے باشد میخواہد کہ در دنیا ہم بوے رنجے نرسد و در عاقبت ہم۔ و از تقصیرات وے در میگذرد و مردودش تا مقدور نمی کند پس آداب و حق وے را کہ بر ذمہ مرید باشد قیاس باید کرد و لحاظ آں باید داشت کہ پیر بجائے پیغمبر باشد زیادہ ازیں چہ گویم۔ ۶

در خانہ اگر کس ست یک حرف بس ست

پانچواں فائدہ اس میں شبہہ نہیں ہے کہ وصول الی اللہ محض خدا کے فضل پر موقوف ہے سوائے سہل بن عبداللہ تستری رح کے تمام صوفیہ کرام کا یہی مسلک ہے۔ غور کرنا چاہیئے کہ جب کوئی ادنی شخص عالی مرتبہ سے ملنا چاہے تو کوئی صورت اُسکی ملاقات کی نہیں ہوسکتی جب تک وہ عنایت و مہربانی اسکے حال پر نکرے اس غریب کا اتنا ہی بس ہے کہ جاننے والے سے دریافت کرکے جسطرح ہوسکے اُسکے دروازے تک پہنچ جائے اب اُس سے ملاقات ہونا اُسی پر موقوف ہے کہ وہ عالی مرتبہ اپنی مہربانی سے اُسے اپنے پاس بلائے یا اُس غریب کی خستہ حالی اور محنت و جانفشانی پر جو اُسنے وہاں تک پہنچنے میں اٹھائی ہے ایسا رحم کرے کہ خود باہر نکل آئے اور اُس سے ملے اور ہاتھ پکڑ کے اندر لیجائے اِس کے سوا کوئی صورت ملنے کی نہیں ہے۔ پھر جب دنیا میں ادنے امیر سے ملنا محض اُسکی عنایت پر موقوف ہے کسی کی محنت و مشقت کام نہیں کرتی تو اُس احکم الحاکمین مطلوب العاشقین کا ملنا بغیر اُسکی کمال عنایت کے کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔ کہاں یہ بندہ ناچیز و ناپاک اور کہاں وہ مقدس عالیجناب سب عیبوں سے پاک ہاں جس طرح اُسنے محض اپنے فضل سے باوجود ان عیبوں کے اپنا بندہ بنالیا تو اگر وہ اپنی کمال عنایت اور وفور رحمت سے اپنی جناب میں کسی بندے کو باریابی دے تو کچھ بعید نہیں ہے۔

تو نگو ما را بدان شہ بار نیست	۵	با کریماں کارہا دشوار نیست
بندۂ عیب دار کس نخرد		او بہ صد عیبہا خرید مرا

مگر اس امر سے طالب یہ نہ سمجھے کہ مجاہدہ اور کوشش بیکار ہے جب اُسکی عنایت ہوگی سب کچھ ہوجائے گا ایسا نہیں ہے بلکہ جان توڑکے اُسکی راہ میں جد وجہد کرنا چاہیئے اگلے بزرگوں کے حالات ملاحظہ کرو کیسی کیسی محنتیں کی ہیں باوجودیکہ وہ بھی جانتے تھے کہ وصول الی اللہ محض اُسکی عنایت پر موقوف ہے اے طالب حق جس طرح کسی امیر کے در دولت تک پہنچنے میں اپنی کوشش وسعی ضرور ہے اُسکے بعد اُسکا ملنا محض عنایت پر موقوف ہی اسی طرح یہاں بھی ابتدا میں مجاہدہ ضرور ہے حق تعالیٰ خود فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا اور جو کوشش کرتے ہیں ہمارے لئے انھیں بلاشبہ ہم پہنچا دیتے ہیں اپنی راہوں تک۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اُس درگاہ عالی جناب کی راہ پر پہنچنے کے لئے تو مجاہدہ ضرور ہے اب رہا اس راہ سے اُس مطلوب حقیقی تک پہونچنا وہ اوس کی عنایت پر موقوف ہے یہ امر دوسرا ہے کہ اس راہ تک پہنچنا بھی بغیر اُسکی عنایت کے نہیں ہوسکتا۔ مگر اس عنایت شفقت میں بڑا فرق ہے جسطرح کوئی ضعیف و نادار یا پیروں سے بیکار امیر عالیشان سے ملنا چاہے اور کچھ سامان نہ رکھتا ہو اور وہی امیر سامان سفر بھی مہیا کردے تاہم اس غریب کو اسکے دربار تک پہنچنے کے لئے محنت ومشقت اُٹھانا ضرور ہے اور بغیر محنت گوارا کئے سامان کیا کرسکتا ہے بھلا اُس مطلوب حقیقی کے وصول کے لئے اتنی تو محنت کرنا چاہیئے جتنی ادنیٰ امیر کے ملنے کے لیے حاجتمند کرتے ہیں۔ اے طالب حق مستعد ہوجا اور اوہام شیطانی کو دخل نہ دے اس رباعی میں غور کر ؎

عرفی چہ نشستۂ کہ یاران رفتند	ماندے تو پیادہ و سواران رفتند
بیخود چہ فتادۂ چو مردان برخیز	غافل منشین کہ ہوشیاران رفتند

ہاں محنت ومشقت اسی قدر اور اُسی طریق سے مفید ہے جس طریق سے واقف راہ بتائے ورنہ بیکار یا کوہ کندن یا کاہ برآوردن کا مصداق ہوگا الحاصل طالب کو مجاہدہ ضرور ہے

کسی نے دریافت کیا کہ یہ امر بغیر مجاہدہ کے حاصل ہو سکتا ہے فرمایا کہ نہیں تین مرتبہ اسنے
یہی سوال کیا آپ نے یہی جواب دیا تیسری مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ اگر شاذ و نادر کسی کو بغیر مجاہدہ
کے حاصل ہو گیا تو اس کی بقا کے لئے مجاہدہ ضرور ہے تاکہ یہ حالت ملکۂ راسخہ اور صفت
لازمہ ہو جائے ورنہ یہ حالت ظلی اور انعکاسی باقی نہ رہے گی۔
چھٹا فائدہ۔ طالب کو چاہیئے کہ کوئی کام بغیر استخارہ کے نکرے خصوصاً جب کوئی
امر مہم پیش آوے تو ضرور ہے کہ استخارہ کرلے صوفیہ کرام نے لکھا ہے کہ شریعت و طریقت
دونوں میں استخارہ اہم امور میں سے ہے اوسکا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل اسطرح ادا
کرے کہ پہلی رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے
اور بعد سلام یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ
وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ
اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّیْ
فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَيَسِّرْهُ لِیْ
ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ
فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ
اس دعا میں لفظ هٰذَا الْاَمْرَ کا دو جگہ آیا ہے جب پڑھتا ہوا اس لفظ پہ پہنچے تو جس امر
کے لئے استخارہ کرتا ہے اسکا خیال دلمیں لائے اور اسی طرف دل میں اشارہ کرے بہتر ہے
کہ استخارہ تین مرتبہ یا سات مرتبہ کرے اور اسمیں خواب میں دیکھنا شرط نہیں ہے بلکہ قلب کا
میلان کافی ہے یعنی استخارہ کے بعد اگر قلب کا میلان اس کام کی طرف دیکھے تو کرے
اور اگر قلب اسطرف سے ہٹجائے تو نہ کرے اگرچہ مضمون دعا سے تو قلب کے میلان یا
عدم میلان کی ضرورت بھی نہیں معلوم ہوتی بلکہ اسقدر معلوم ہوتا ہے جو امر استخارہ کے
بعد ظہور میں آئے گا وہ اسکے حق میں بہتر ہی ہوگا کیونکہ اُسنے خدا سے مشورہ کر کے کیا ہے

مگر ابن السنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت کی ہے اس سے اسکا ثبوت ہوتا ہے وہ روایت یہ ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَا اَنَسُ اِذَا هَمَمْتَ بِاَمْرٍ فَاسْتَخِرْ رَبَّكَ فِيْهِ سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْظُرْ اِلَى الَّذِیْ سَبَقَ اِلٰى قَلْبِكَ فَاِنَّ الْخَيْرَ فِيْهِ اکثر صوفیائے کرام کا معمول رہا ہے کہ ہر روز بعد نماز اشراق استخارہ کرتے تھے یعنے بطریق مذکورہ دوگانہ نفل پڑھ کر دعا کو اس طرح پڑھتے رہیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِيْعَ اُمُوْرِیْ وَاَقْوَالِیْ وَاَفْعَالِیْ وَاَحْوَالِیْ وَحَرَكَاتِیْ وَسَكَنَاتِیْ وَاَفْعَالِ الْخَلْقِ وَاَحْوَالِهِمْ وَحَرَكَاتِهِمْ وَسَكَنَاتِهِمْ مِّنْ اَجْلِیْ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَيَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِيْعَ اُمُوْرِیْ وَاَقْوَالِیْ وَاَفْعَالِیْ وَاَحْوَالِیْ وَحَرَكَاتِیْ وَسَكَنَاتِیْ وَاَفْعَالِ الْخَلْقِ وَاَحْوَالِهِمْ وَحَرَكَاتِهِمْ وَسَكَنَاتِهِمْ مِّنْ اَجْلِیْ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ بعض برادران دینی نے مجھے بیان کیا کہ حضرت قبلہ مدظلہم نے ایک طریق استخارہ کا اس طرح ارشاد فرمایا کہ سوتے وقت چار رکعت نماز پڑھے پہلی میں سورہ والشمس دوسری میں واللیل تیسری میں والضحیٰ چوتھی میں الم نشرح پڑھے بعد ازاں سو مرتبہ صلوۃ تنجینا پڑھ کر سو رہیں سورے چہار شنبہ سے شروع کرے جمعہ تک کرے انشاء اللہ تعالیٰ حال معلوم ہو جائے گا۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ نے قول الجمیل میں اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ اگر کوئی چاہے کہ کسی امر کو خواب میں دیکھے تو وضو کر کے اور پاکیزہ کپڑے پہنکر قبلہ کیطرف منہ کر کے اور داہنے ہاتھ کو سر کے تلے رکھکر لیٹے اور سات مرتبہ سورہ والشمس اور سات مرتبہ واللیل اور سات مرتبہ قل ہو اللہ یا سورہ والتین

پڑھکر یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اَرِنِی فِی مَنَامِی کَذَا کَذَا وَاجْعَلْ لِّی مِنْ اَمْرِی فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّاَرِنِی فِی مَنَامِی مَا اَسْتَدِلُّ بِہٖ عَلٰی اِجَابَۃِ دَعْوَتِیْ کذا وکذا کی جگہ اس مدعا کا نام لے جسکا انکشاف چاہتا ہے اگر پہلی رات کو خواب میں نہ دیکھے تو دوسری شب کو پھر کرے انشاء اللہ تعالےٰ سات روز کے اندر یہ حال معلوم ہوجائے گا۔ مولانا نعیم اللہ رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے بسند صحیح پہنچا ہے کہ تین مرتبہ یا سات مرتبہ سورۂ فاتحہ اور درود اوّل آخر تین تین مرتبہ پڑھ کر لیٹ رہے اور پچیس مرتبہ یَا عَلِیْمُ عَلِّمْنِیْ وَیَا خَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ اور تین مرتبہ درود اوّل آخر پڑھکر سو جائے انشاء اللہ مطلوب کو خواب میں دیکھ لے گا اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ شب کو پڑھے بلکہ جسوقت چاہے پڑھ کر سو رہے حال معلوم ہوگا۔ اگر اور کچھ نہ دیکھے صرف روشنی اور سفیدی یا سبزی دیکھے تو معلوم کرے کہ یہ امر خیر ہے یا ہونے والا ہے اور اگر سیاہی یا سرخی دیکھے تو سمجھے کہ یہ امر شر ہے یعنی بُرا ہے یا نہ ہوگا۔ یہ چند فائدے میں نے بطور مقدمہ ارشاد رحمانی لکھے ہیں کیونکہ طالب کو ابتدا میں ان باتوں کی ضرورت پڑتی ہے رسالہ مذکور میں میں نے تمام مقامات نقشبندیہ نہیں لکھے اسکی وجہ یہ ہے کہ مقصود اس سے مبتدیوں کی تعلیم ہے علاوہ اس کے اس زمانے میں ہمتیں ایسی قاصر ہیں کہ کوئی اتنا بھی نہیں کرتا جتنا اسمیں لکھا گیا البتہ کتابوں میں مقامات دیکھکر عوام پر فخر کرنے کو بیٹھ جاتے ہیں صحیح طور پر قلب تک جاری نہیں ہوتا اور حقیقت کعبہ اور حقیقت صلوٰۃ میں مرید کو توجہ دے رہے ہیں اس سے بجز مغالطہ دہی کے اور کیا حاصل ہے۔ اللہ تعالےٰ محض اپنے کرم سے ہمیں ریا و مکر سے بچائے اور خلوص عنایت فرمائے۔ آمین۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَارْزُقْنَا اِتِّبَاعَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالثَّنَاءُ

تمت

شجرہ منظومہ
نقشبندیہ مجددیہ علیٰ اربابہا السلام والتحیۃ

مصنفہ جناب مولوی سید نور الحسن صاحب سلمہ

خداوندا بحق سرور ما ۔ محمد مصطفیٰ پیغمبر ما

بحق حضرت صدیق اکبر ۔ وفا پروردۂ ضمن پیمبر

بحق بحر علم و کان احسان ۔ چراغ محفل اصحاب سلمان

بحق قاسم انوار صدیق ۔ حقیقت محرم اسرار صدیق

بحق وارث صدیق و حیدر ۔ خطابش صادق و موسوم جعفر

بحق بایزید آن غوث بسطام ۔ ز انوارش منور روم تا شام

بحق بوالحسن آن قطب عالم ۔ سمیِ مرتضیٰ شیخ مکرم

بحق بو علی پیر طریقت ۔ بہار فقر و عرفان و حقیقت

تاریخ وفات و بعض دیگر حالات ۔ ۱ وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ و بقولے ۲ ربیع الاول ۱۲ ۔ ۲ وفات ایشاں ۲۲ و بقولے ۲۳ جمادی الآخرے روز دوشنبہ سنہ ۱۳ھ مزار متصل مزار آنحضرت ۱۲ ۔ ۳ وفات ایشاں رض ۱۰ رجب سنہ ۳۳ھ مزار در مدائن ۱۲ ۔ ۴ وفات ایشاں رض ۲۴ جمادی الاول سنہ ۱۰۱ یا سنہ ۱۰۶ھ مزار در مدینہ منورہ ۱۲ ۔ ۵ وفات ایشاں رض ۱۵ رجب سنہ ۱۴۸ھ مزار در بقیع مدینہ منورہ ۱۲ ۔ ۶ وفات ایشاں ۱۴ شعبان سنہ ۲۶۱ھ مزار در بسطام ۱۲ ۔ ۷ وفات ایشاں رض ۱۰ رمضان المبارک سنہ ۴۲۵ھ

بحق شیخ ابو یعقوب یوسف[9] — جمال افزائے ارباب تصوف

بحق خواجه عبد الخالق[10] ما — کلید گنج حکمت کان معنے

بحق خواجه گو عارف[11] آمد — زسر کنت کنزاً واقف آمد

بحق خواجه محمود[12] نامی — ولایت منصبے والا مقامے

بحق کاشف انوار عرفاں — علی[13] رامتینی خواجه عزیزاں

بحق خواجه بابا محمد[14] — مشیخت پایه ارشاد مسند

بحق آنکه نام او امیر[15] است — مکمل عارف و کامل فقیر است

بحق خواجه مشکل کشائے — بہاؤالدین[16] طریقت پیشوائے

بحق قطب ارشاد زمانه — علاؤالدین[17] حقیقت آشیانه

بحق آنکه یعقوب[18] است نامش — فروغ دیده عرفاں مقامش

بحق ناصر الدین خواجه احرار — عبید[19] الله نور چشم اخیار

بحق آنکه زاهد[20] نام دارد — شراب معرفت در جام دارد

بحق شاه معنے خواجه درویش[21] — بحق پیوسته و وارسته از خویش

---

[9] وفات ایشاں ۲۷ رجب ۵۳۵ھ مزار در شهر مرو ۱۲ [10] وفات ایشاں ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ مزار در غجدوان که از بخارا شش فرسنگ هست ۱۲ [11] وفات ایشاں غره شوال مزار در ریوگر که از بخارا شش فرسنگ هست ۱۲ [12] وفات ایشاں ۱۷ ربیع الاول سنه مزار در وابکنی که از انجا بخارا سه فرسنگ هست ۱۲ [13] وفات ایشاں ۲۷ رمضان ۷۱۵ھ یا ۷۲۱ھ مزار در خوارزم ۱۲ [14] وفات ایشاں ۱۰ جمادی الاخرے ۷۵۵ھ مزار در قریه سماسی از دیهات رامتین ۱۲ [15] وفات ایشاں ۱۵ جمادی الاخرے ۷۷۲ھ۔ مزار در دیه سوخارے از دیهات بخارا ۱۲ [16] وفات حضرت بهاؤالدین نقشبند ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ مزار پرانوار در قصر عارفاں متصل بخارا حضرت خواجه مے فرمودند مرا آں کرامت کرده اند که بواسطه من بلا برگردد والتجا بمابکن حاجت روا بهیں در هشت نروم تا یاران خود را نیارم گفته یاران من تا پنجاه قدم شفاعت کند سی سال هست که انچه بهاؤالدین میگوید خدا میکند ۱۲ [17] وفات ایشاں ۲۰ رجب ۸۰۲ھ مزار در ده نوجفانیاں ۱۲ [18] وفات ایشاں ۵ صفر سنه مزار در ملغنون [19] وفات ایشاں ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ مزار پرانوار در سمرقند ۱۲ [20] وفات حضرت مولانا زاهد محمد ولی غره ربیع الاول ۹۳۶ھ مزار پرانوار در وخش که موضعے است از ملک حصار ۱۲ [21] مولانا درویش محمد ۱۹ محرم ۹۷۰ھ وفات یافتند مزار پرانوار در اسفرار که قریه ایست از توابع کش ۱۲ [22] وفات حضرت خواجگی امکنگی ۲۲ شعبان ۱۰۰۸ھ مزار پرانوار در امکنگ که موضع است نزدیک شهر سبزه وار و آں را امکنه نیز می گویند [23] وفات خواجه عبد الباقی باقی بالله ۲۵ جمادی الاخری ۱۰۱۲ھ مزار پرانوار بیروں شاهجهاں آباد نزدیک قدم شریف۔

بحق خواجگی[22] کو حق نشان بود ‏ بعالم یادگار خواجگاں بود

بحق حضرت حق آگہ ما ‏ جناب خواجہ[23] باقی باللہ ما

بحق حضرت قیوم دوراں ‏ سمی مصطفےٰ[24] محبوب یزداں

بحق جانشین صدر قیوم ‏ جناب خواجہ محمد الدین[25] معصوم

بحق نقشبند آں حجۃ[26] اللہ ‏ ابو القاسم علیہ رحمۃ اللہ

بحق آبروئے فقر و ارشاد ‏ زبیر[27] آں قبلۂ اقطاب و افراد

بحق مشرق صبح ولایت ‏ ضیاء اللہ[28] پیر با ہدایت

بحق خواجہ[29] ما شاہ آفاق ‏ نمک ریز جراحتہائے عشاق

بحق فضل[30] رحمٰن قبلہ ما ‏ کہ آمد حضرت او کعبۂ ما

الٰہی ظل او ممدود تر باد ‏ پناہ او جہاں را بیشتر باد

بامدادش زخود آزاد گرداں ‏ گرفتار خودم کن شاد گرداں

شہود خویش کن ما را کرامت ‏ بحال ما فگن چشم عنایت

زاحوال تباہ خود چہ گویم ‏ ترحم کن اگر بد یا نکویم

۲۴ھ وفات حضرت قیوم ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ مزار پرانوار در سرہند شریف کہ بلدہ است مابین لاہور و دہلی روزے آنجناب را الہام شد کہ غفرت لک ولمن توسل بک بواسطۃ او بلا واسطۃ ونیز مامور شدند کہ این بشارت را ببر و ملال بگو ۱۲ ۲۵ھ وفات خواجہ محمد معصوم رض ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ مزار پرانوار در سرہند ۱۲ ۲۶ھ وفات حضرت محمد نقشبند ثانی رض ۲۹ محرم ۱۱۱۴ھ مزار پرانوار در سرہند ۱۲ ۲۷ھ وفات حضرت قبلہ عالم خواجہ محمد زبیر رض ۴ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ مزار پرانوار در سرہند ۱۲ ۲۸ھ وفات حضرت خواجہ ضیاء اللہ رض ۱۴ ربیع الاول مزار پرانوار در سرہند ۱۲ ۲۹ھ وفات اعلیٰ حضرت شاہ محمد آفاق رض ۸ محرم ۱۲۵۱ھ مزار پرانوار در دہلی محلہ مغلپورہ ۱۲ ۳۰ھ قیوم دوراں حضرت اقدس مولانا فضل رحمٰن قدس سرہ صدیقی المصباحی نسباً نقشبندی القادری طریقۃً در ۱۲۰۸ھ پیدا شدند و در ۱۳۱۳ھ ۲۲ ربیع الاول بروز جمعہ رحلت فرمودند از اجل مشایخ ہند بودند پیرو سنت سنیہ در پیش صحابہ رض داشتند مزار پرانوار در گنج مرادآباد ضلع اناؤ ۱۲

وفات مصطفیٰ ۱۳۲۱ھ ذی القعدہ

تہی دستیم از فقر و ریاضت
گنہگاریم بے زہد و عبادت

وے با این تباہی در تباہی
تہیدستی و عصیاں دستگاہی

بدست دوستت چوں دست دادیم
نگاہِ فضل آخر فضلہا ئیم

دگر یاد کسے و اکر دلہا
زجذب عشق دارم تاب و تبہا

بمدحت خوانیش طاقت ندارم
وے مجبور از جوشش بیانم

چہ گویم وصف او واللہ اکبر
حبیب اللہ محبوب پیمبر

جمال مصطفیٰ در سینۂ او
جلال کبریا آئینۂ او

صفائے سینہ صدیق اکبر
ہمہ آئینہ صدیق اکبر

لسان ناطق فاروق اعظم
بیان او ہمہ از دوست ملہم

نگاہ چشم ذی النورین عثمان
نہ بیند از حیا جز روی یزداں

توانا بازوے کرار حیدر
زآل قرۃ العین پیمبر

دل خواجہ بہاء الدین والحق
دماغ شاہ جیلاں غوث اسبق

نظام الدین بہ محبوبیت او
ہمہ احمد بہ قیومیت او

بود ہر چند او خود بے نشانے
نشانے دارد از ہر خاندانے

بود او رافع دشواری ما
دوائے شافی بیماری ما

نباشد درد ما را ہیچ درماں
مگر تیر نگاہ فضل رحمٰن

بحق آنکہ برنامش نثارم
بشمع روے وے پروانہ دارم

محمد با علی نام گرامیش
کہ عالم فخر دارد بر غلامیش

محمد با علی پیوند دارد
حدیث انت منی یاد آرد

فروغ از نور او بزم جہاں باد
گدائے کوے او عالی نشاں باد

الٰہی من ز عصیاں شرم دارم — تبہ حالم پریشاں روزگارم

ہمہ دم نقد وقت ماست غفلت — ندارم بہرۂ از زہد و طاعت

ز احوالِ بدِ خود چند گویم — چو خود دانی مرا بد یا نکویم

بامید قبول بارگاہ ہست — کہ نقدے یابم از گنج سعادت

بپائے دوستِ تو سر نہادم — بدستِ حق پرستش دست دادم

قلم کش بر گناہان من زار — کہ کارت عفو و نامت ہست غفار

کرم آں کن کزیں آلودگیہا — سراسر بر کشم داماں خود را

کہ جز کوے تو راہے نیست مارا — بغیر از تو پناہے نیست مارا

ز فیضانِ نگاہ پاکبازاں — مس قلبِ مرا اکسیر گرداں

طفیل قبلۂ دیں کعبۂ ما
قبول بارگاہ خویش فرما

خاص ہدایتیں

(۱) میں اپنے محبین مخلصین سے کہتا ہوں کہ اس رسالہ ارشاد رحمانی میں خاص فیض و برکت ہے۔ اور اسکی وجہ میں اسکی تمہید میں بیان کر آیا ہوں۔ اسلئے طالب رشد کو چاہیئے کہ کسی کسی وقت غور اور خلوص سے اسکا مطالعہ کیا کرے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ مطالعہ کے بعد وہ اپنے قلب میں نور اور کیفیت پائیگا۔ اگر اُسکے قلب میں کچھ بھی صلاحیت ہے +

(۲) میں اپنے مخلصین کو اِسکے اوراد و اشغال کی اجازت دیتا ہوں جسطرح حضرت مولٰنا و مرشدنا علیہ الرحمۃ نے اس فقیر کو دی ہے۔ مگر اشغال کا طریقہ

بغیر بالمشافہ بتائے سمجھہ میں آنا دشوار ہے اسلئے دریافت کرکے اونھیں کرنا چاہیئے۔ اس قسم کے اشغال اونھیں کے لئے زیبا ہیں جو دنیا کے اور مشاغل سے فارغ ہوں۔ کیونکہ اور مشاغل کے ساتھہ یا تو اوس کے اثر کا ظہور نہوگا جیسا ہونا چاہیئے اور اگر کثرت ذکر سے اثر کا ظہور ہوا تو اور مشاغل اوس سے نہو سکینگے ✣۔

(۳۳) جو احباب کسب حلال میں مشغول ہیں اونھیں چاہیئے کہ جسقدر ہو سکے تلاوت قرآن شریف اور درود اور استغفار اور کلمہ طیبہ جسقدر اور جسوقت ہو سکے پڑہا کریں استغفار کا صبح و شام اور سحر کیوقت پڑھنا زیادہ مناسب ہے۔ اور اللہ تعالی کیطرف متوجہ ہوکر معنیٰ کا خیال کرکے پڑہنا چاہیئے درود کے حاصل معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ اپنے حبیب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپکے آل و اصحاب پر رحمت نازل فرما۔ درود شریف کا ورد شب جمعہ اور روز جمعہ کو بالخصوص زیادہ ہونا چاہیئے۔ اور استغفار کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالے روبرو اپنے گناہوں کا اقرار کرکے اونکی مغفرت چاہتا ہے۔ کلمہ طیبہ کے پڑہنے سے اپنے اس عقیدیکا اظہار منظور ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی پوجنے کے قابل نہیں ہے اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے سچے رسول ہیں۔ واللہ الموفق والمعین۔

کتبہ الفقیر محمد علیؒ عفر اللہ لہ و الجمیع محبیہ

اس رسالہ کی جن صاحب کو ضرورت ہو بخش مہتمم خانقاہ رحمانیہ مونگیر
مولوی محمد اسحاق و مولوی عبدالعزیز سے طلب کریں
ارشاد رحمانی مطبوعہ سابق سے بعض مضامین
زیادہ کئے گئے ہیں ✣۔
قیمت (۵)

شجرہ طیبۂ نقشبندیہ مجددیہ علی اربابہا التحیہ

از نتیجۂ فکر اذل عبادنا چیز محمد عبدالعزیز غفراللہ لہ ولابائہ

خداوندا بحق شاہ[1] کونین	سہی سرورِ ریاض قاب قوسین
بحق صدر اصحاب پیمبر	جناب حضرت صدیق اکبر[2]
بحق شاہباز اوج ایقاں	شہید خنجر تسلیم سلماں[3]
بحق قاسم[4] انوار یزداں	امام اتقیا سلطانِ دوراں
بحق صادقے موسوم جعفر[5]	فروغ دیدۂ صدیق و حیدر
بحق بایزید[6] خواجہ بسطام	زخمہائے معارف دُرد آشام
بحق بوالحسن[7] شیخ یگانہ	کہ بودہ فرد اقطاب زمانہ
بحق بوعلی[8] شیخ حق بیں	کہ از باغ حقیقت بود گل چیں
بحق یوسف[9] مصرِ شریعت	بہار افزائے گلزارِ حقیقت
بحق خواجۂ ما عبدخالق[10]	شہ اقلیم اسرار و حقایق

[1] حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم [2] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وفات ایشاں بقولے بست دوم و بقولے بست و سوم جمادی الاخری سنہ ۱۳ھ روز دوشنبہ مزار ایشاں متصل مزار اقدس صلعم [3] وفات حضرت سلمان فارسی دہم رجب سنہ ۳۳ھ مزار ایشاں در مدائن ۱۲ [4] وفات حضرت قاسم ابن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہم بست و چہارم جمادی الاولی سنہ ۱۰۱ھ و بقول بعضے سنہ ۱۰۲ھ مزار ایشاں در مدینہ منورہ ۱۲ [5] وفات حضرت امام جعفر صادق رض ۱۵ رجب سنہ ۱۴۸ھ مزار در بقیع مدینہ منورہ ۱۲ [6] وفات ایشاں ۱۴ شعبان سنہ ۲۶۱ھ مزار در بسطام ۱۲ [7] وفات ابوالحسن خرقانی رض ۱۰ رمضان سنہ ۴۲۵ھ مزار در خرقان ہست [8] وفات حضرت بوعلی فارمدی ۴ ربیع الاول سنہ ۴۷۷ھ مزار در طوس ۱۲ [9] وفات حضرت ابویعقوب یوسف ہمدانی رض ۲۷ رجب سنہ ۵۳۵ھ مزار ایشاں در مرو

[10] وفات حضرت عبدالخالق غجدوانی ۱۲ ربیع الاول سنہ ۵۷۵ھ مزار ایشاں در غجدوان ۱۲

بحق خواجهٔ دیں شاه عارفؒ — که بر جمله معارف بود واقف
بحق محو انوار الٰہی — شہ محمودؒ سرشار الٰہی
بحق گوہر درج معانی — علیؒ رامیتنی قطب جہانی
بحق حضرت بابا سماسیؒ — محمد کو مراد جملہ آسی
بحق آں امیرؒ خیل پاکاں — گل نوباوهٔ بستان احساں
بحق مطلع مہر حقیقت — بہاؤ الدینؒ شہنشاه طریقت
بحق آں حریم خلوت حق — علاؤ الدینؒ ندیم حضرت حق
بحق خواجهٔ یعقوبؒ چرخی — شمیم سنبلستان تجلی
بحق سرگروه خیل ابرار — شہ خواجہ عبید اللہؒ احرار

۱ھ وفات حضرت خواجه عارفؒ غره شوال مزار ایشان در ریوگر ۱۲ ۲ھ وفات حضرت خواجه محمود انجیر فغنوی ۱۷ ربیع الاول مزار ایشان در وابکنی ۱۲ ۳ھ وفات حضرت علی رامیتنی ۲۷ رمضان ۷۱۵ یا ۷۲۱ھ مزار ایشان در خوارزم است ۴ھ وفات حضرت محمد بابا سماسیؒ جمادی الاخری ۷۵۵ھ مزار ایشان در قریه سماس از دیهات رامیتن ۱۲ ۵ھ وفات حضرت امیر کلالؒ ۱۵ جمادی الاخری ۷۷۲ھ مزار ایشان در دیه سوفاری از دیهات بخارا ۱۲ ۶ھ وفات خواجه بهاؤ الدین نقشبندؒ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ مزار پر انوار در قصر عارفاں که از بخارا یک فرسنگ است۔ حضرت خواجه میفرمودند مرا آں کرامت کرده اند که بواسطهٔ من بلا برگردد التجا بما بکن حاجت روا ببیں در بہشت نروم تا یاراں خاندان خود را نیارم کمینه یاران من تا پنجاه قدم شفاعت کنند سی سال است که انجه بہاؤ الدین میگوید خدا می کند ۱۲ ۷ھ وفات حضرت خواجه علاؤ الدین عطارؒ ۲۰ رجب ۸۰۲ھ مزار پر انوار در دیه نوجفانیاں ۱۲ ۸ھ وفات حضرت مولانا یعقوب چرخی ۵ صفر مزار پر انوار در ہلفتون از دیهائے حصار ۱۲ ۹ھ وفات ایشاں ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ مزار پر انوار در سمرقند ۱۲

بحق زاهد[1] فرزانهٔ عشق — که بوده ساقی خمخانهٔ عشق

بحق خواجه درویش[2] کامل — لوائے سر مخفی راست حامل

بحق خواجگی[3] دریا نوالے — طریقت یافت ازوے صد کمالے

بحق عین اعیان حق آگاه — جناب خواجهٔ ما باقی بالله[4]

بحق آں مجدد الف ثانی — شه احمد[5] مکین لامکانی

بحق شاه محمد[6] الدین معصوم — منور از ظهورش بزم قیوم

بحق راز دار لی مع الله — ابو القاسم محمد[8] حجة الله

بحق آں زبیر[8] نور پیکر — ضیا بخش جبین مهر انور

بحق آں تجلی گاه یزداں — ضیاء الله[9] نور چشم ایقاں

بحق آں سواد چشم عشاق — گدائے کوے احمد شاه[10] آفاق

بحق آں طبیب درد دلہا — جناب فضل رحمٰن[11] مرشد ما

بحق آنکه برنامش نثارم — بشمع روے وے پروانه وارم

---

[1] وفات حضرت مولانا محمد زاهد ولی غره ربیع الاول سنه ۹۳۶ھ مزار پر انوار در وخش او خشوار نیز گویند [2] وفات مولانا درویش محمد ۱۹ محرم سنه ۹۷۰ھ مزار پر انوار در اسفراز [3] وفات حضرت خواجگی امکنگی ۲۲ شعبان سنه ۱۰۰۸ھ مزار پر انوار در امکنگ [4] وفات خواجه عبد الباقی باقی بالله ۲۵ جمادی الاخری سنه ۱۰۱۲ھ مزار پر انوار بیروں شاهجهاں آباد نزدیک قدم شریف [5] وفات ایشاں ۲۸ صفر سنه ۱۰۳۴ھ مزار پر انوار در سهرند شریف روزے آں جناب را الهام شد غفرت لک و لمن توسل بک بواسطة او بغیر واسطة الی یوم القیامه و نیز مامور شد که ایں بشارت را به مردماں بگوید [6] وفات خواجه محمد معصوم ۹ ربیع الاول سنه ۱۰۷۹ھ مزار پر انوار در سهرند شریف [7] وفات حضرت خواجه نقشبند ثانی ۲۹ محرم سنه ۱۱۱۴ھ مزار پر انوار سهرند شریف [8] وفات حضرت قبله عالم خواجه محمد زبیر ۴ ذیقعده سنه ۱۱۵۱ھ مزار پر انوار سهرند شریف [9] وفات ایشاں ۱۴ ربیع الاول مزار پر انوار در سهرند شریف [10] وفات اعلیٰ حضرت شاه محمد آفاق ۱۰ محرم سنه ۱۲۵۱ھ مزار پر انوار دهلی [11] ولادت قیوم دوراں حضرت مولانا فضل رحمٰن قدس سره سنه ۱۲۰۸ وفات ایشاں ۲۲ ربیع الاول روز جمعه سنه ۱۳۱۳ھ مزار پر انوار مراد آباد ضلع اناؤ است رحمة الله علیهم اجمعین۔

محمدؐ باعلی نام گرامیش — که عالم فخر دارد بر غلامیش

محمد باعلی پیوند دارد — حدیث انت منی یاد آرد

فروغ از نور او بزم جہان باد — گدائے کوئے او عالی نشان باد

اسیر زلف احمد جانِ مضطر — سویدائے دلش سودائے دلبر

جمال سیرت صدیق اکرم — جلال صورتِ فاروق اعظم

بدیده صد حیا دارد چو عثمان — کفِ ایثار او چون شیر یزدان

ضیائے عارض محبوب جیلان — دل آفاق و جانِ فضل رحمٰن

شرف را خود شرف آمد بنامش — مقام اینما کنتم مقامش

زہے غواص دریائے معانی — بحق باقی واز خود گشته فانی

چنان محو جمال کبریا ہست — که فارغ از خیال ماسوا ہست

دل او حق نما آئینه دارد — بسینه از صفا گنجینه دارد

دریں بزم جہاں چوں شمع افروخت — ز دلہا ماسوا را سر بسر سوخت

زبانش بحر مواجِ حقیقت — کلامش گوہر اسرار حکمت

طبیب دردمندان محبت — حبیبِ حضرتِ سلطان عزت

رخ او شرح سرّ من رانی — جبینش آیۂ سبع المثانی

ز انفاس خوشش جان را شفائے — نگاہش دردمندان را دوائے

بیانش ہست الہام حق آگاه — دو چشمش مست جام صبغة الله

طریقت یافت از وے صد طریقت — حقیقت یافت از وے صد حقیقت

الہی من ز عصیان شرم دارم — تبه حالم پریشان روزگارم

تہی از نقد طاعت دامن دل — بجز درد خجالت نیست حاصل

انیس خاطرم درد دروں نیست — ردا آوردم ہمیں حال زبونست

همہ دم نقد وقت ماست غفلت | ندارم بہرۂ از زہد وطاعت
زاحوالِ بد خود چند گویم | چو خود دانی مرا بد یا نکویم
بامیدِ قبول بارگاہت | کہ نقدے یابم از گنج سعادت
بپائے دوستت ایں سر نہادم | بدست حق پرستش دست دادم
قلم کش برگناہانِ منِ زار | کہ کارت عفو و نامت ہست غفار
کرم آں کن کزیں آلودگیہا | سراسر برکشم دامانِ خود را
کہ جز کوے تو راہے نیست مارا | بغیر از تو پناہے نیست مارا
بدرد ما شود لطفت چو درماں | رسم در سایہ روح و ریحاں
غم عشقت بود مہمانِ جانم | زجام بادہ ات سرشار مانم
خیال ماسوا از دل شود دور | بیادِ تو بود نورٌ علیٰ نور
خورم چوں جرعۂ بحر نوالت | شوم بس غرق انوار جمالت
رسد در گوش من راز حقیقت | نوازد ہر رگم ساز حقیقت
زفیضان نگاہ پاکبازاں | مس قلبم مرا اکسیر گرداں
طفیل قبلۂ دیں کعبۂ ما | قبول بارگاہ خویش فرما

شجرۂ علیہ قادریہ مجددیہ علی اصحابہا التحیۃ

از رشحہ قلم عالی ہمم مقبول بارگاہ صمد جناب مولوی شاہ سمی احمد صاحب مرحوم رحمانی سجادہ نشین خانقاہ مولانگر

خداوندا بحق رہبر ما | محمدؐ پیشوا و سرور ما
بحق مرتضےٰ[٥٢] مقبول کونین | بحق سید سادات حسنین[٥٣]

٥٢ سنہ ٣٥ھ میں آپ خلیفہ ہوئے اور سنہ ٤٠ھ ماہ رمضان میں وفات پائی۔ مزار شریف ٹھیک معلوم نہیں ہے۔

٥٣ ٥ شعبان سنہ ٣ھ میں پیدا ہوئے اور ١٠ محرم سنہ ٦١ھ میں شہید ہوئے

بحق آنکہ زین العابدین[۱] است
زخرمنہاش عالم خوشہ چین است

بحق باقر[۲] سبط پیمبر
بحق مخزن اسرار جعفر[۳]

بحق موسیٰ کاظم[۴] امامے
بحق آں علی[۵] عالی مقامے

بحق حضرت معروف[۶] انور
بحق آں سری الدین[۷] اطہر

بحق آں جنید[۸] گنج عرفاں
بحق شبلی[۹] محبوب یزداں

بحق سید عبد[۱۰] العزیزے
کہ ازوے یافت ہر عارف تمیزے

بحق آنکہ عبد[۱۱] الواحد آمد
زکثرت سوے وحدت شاہد آمد

بحق بو[۱۲] الفرج عالی جنابے
بحق بوالحسن[۱۳] والا خطابے

بحق آنکہ نامش بوسعید[۱۴] است
بدستش قفل عرفانرا کلید است

بحق شیخ عبد القادر ما
کہ غوث الاعظم است و رہبر ما

بحق خواجہ ما عبد[۱۵] رزاق
منور کردہ نورش چشم آفاق

۱؎ ۹ شعبان سنہ ۳۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۸ محرم سنہ ۹۴ھ کو وفات پائی ۱۲ ۲؎ ۳ صفر سنہ ۵۷ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۱۷ھ میں وفات پائی ۱۲ ۳؎ ۱۷ ربیع الاول سنہ ۸۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵ رجب سنہ ۱۴۸ھ میں انتقال کیا مزار پر انوار جنت البقیع میں ہے ۱۲ ۴؎ ۷ صفر سنہ ۱۲۸ھ روز یکشنبہ کو پیدا ہوئے اور ۵ رجب سنہ ۱۸۳ھ میں انتقال کیا مدفن بغداد شریف ۱۲ ۵؎ ولادت حضرت امام علی رضا کی ۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۵۳ھ کو پیدا ہوئے اور ۲۱ رمضان سنہ ۲۰۳ھ میں انتقال کیا ۱۲ ۶؎ وفات حضرت معروف کرخیؒ کی ۲ محرم سنہ ۲۰۰ھ وفات پائی ۷؎ آپ کی کنیت ابوالحسن ہے حضرت جنید کے ماموں اور مرشد ہیں ۳ رمضان سنہ ۲۵۳ھ میں وفات پائی ۱۲ ۸؎ لقب آپکا سید الطائفہ اور طاؤس العلماء ہے ۲۷ رجب سنہ ۲۹۷ھ میں انتقال فرمایا حضرت علی رضا سے یہاں تک سب بغداد میں مدفون ہیں ۱۲ ۹؎ وفات حضرت ابوبکر شبلی کی سنہ ۳۳۴ھ ذی الحجہ کو بغداد میں وفات پائی ۱۲ ۱۰؎ آپ حضرت شبلی کے خلیفہ اعظم اور جانشین تھے جمادی الاخری سنہ ۴۲۵ھ میں وفات پائی مقبرہ امام احمد حنبل میں آپکا مزار ہے ۱۱؎ ۲ شعبان سنہ ۴۴۷ھ کو آپنے وفات پائی طرطوس ایک شہر ہے مغرب میں ۱۲ ۱۲؎ آپ سنہ ۴۰۹ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۴۸۶ھ میں وفات پائی مزار شریف بغداد میں ہے ۱۲ ۱۳؎ ۱۰ محرم سنہ ۵۱۳ھ کو آپنے بغداد میں وفات پائی ۱۲ ۱۴؎ آپ غوث الاعظم کے فرزند شاگرد اور خلیفہ اور مفتی عراق تھے لقب آپکا تاج الدین اور کنیت ابوبکر اور ابوالفرح تھی سنہ ۵۲۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۶ شوال سنہ ۵۹۵ھ یا سنہ ۶۰۳ھ میں وفات پائی مزار شریف بغداد میں ہے ۱۲

بحق خواجه شرف الدین قتال
که ذاتش منبع جود است و افضال

بحق خواجهٔ ما عبد وہاب
باوج معرفت مهر جهانتاب

بحق آں بهاء والدین اعظم
که زو بینا شده چشم دو عالم

بحق آنکه نام او عقیل است
برائے سالکاں روشن دلیل است

بحق خواجه شمس الدین اکمل
بحق آں گدا رحمٰن اول

بحق شاه شمس الدین عارف
مقدس طینت و قدسی معارف

بحق آں گدا رحمٰن ثانی
بحق آں فضیل ذو معانی

بحق آنکه او شاه کمال است
بهار عالم جاه و جلال است

بحق شاه اسکندر خطابے
که فیضش عام باشد چوں سحابے

بحق شیخ احمد رهبر ما
مجدد الف ثانی سرور ما

بحق کاشف اسرار مکتوم
جناب خواجهٔ ما خواجه معصوم

بحق نقشبند ثانے ما
محمد مرشد روحانے ما

بحق آں زبیر خواجه دیں
که باشد سالکاں را زیب و تزئیں

بحق قبلهٔ اقطاب مشهور
ضیاء الله آں نور علی نور

بحق خواجهٔ ما شاه آفاق
که آمد قبله گاه چشم عشاق

بحق سید ما فضل رحمٰن
که باشد فیض قلبش لطف یزداں

بحق سرور والا محمد
علی نامش خوشا شان ممجد

---

۵۱ ۲ صفر سنه ۸۳۲ھ میں آپنے انتقال کیا مزار پرانوار سرہند میں ہے ۱۲ ۵۲ ۹ ربیع الاول سنه ۸۷۹ھ میں آپنے انتقال کیا مزار پرانوار سرہند میں ہے ۱۲ ۵۳ ۲۹ محرم الحرام سنه ۱۱۴۲ھ میں انتقال کیا مزار شریف سرہند ۱۲ ۵۴ ۴ ذی قعدہ سنه ۱۱۵۱ھ میں آپنے انتقال کیا مزار پرانوار سرہند ۱۲ ۵۵ ۱۴ ربیع الاول کو انتقال کیا مزار پرانوار سرہند ۱۲ ۵۶ ۸ محرم الحرام سنه ۱۲۱۵ھ میں آپنے انتقال کیا مزار پرانوار شہر دہلی محلہ مغلپورہ میں ہے ۱۲ ۵۷ ۲۲ ربیع الاول سنه ۱۳۱۳ وقت شام آپکا وصال ہوا مزار پرانوار مرادآباد ضلع انام میں ہے ۔ اکبروز

حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا کہ جو تم سے محبت رکھے گا وہ نجات پائے گا ۱۲

محمد با علی اسرار دارد
که یار مهربان با یار دارد

دلش گرویده کس جز خدا نیست
دمے از ذکر حق هرگز جدا نیست

غذائے روح او الله اکبر
تماشا رقص بسمل قلب مضطر

مقام عرش باشد منظر او
بود کحل البصر خاک در او

دلش روشن ز نور مصطفائے
درونش پر ز فیض مرتضائے

شریعت را ازو تمکین باشد
طریقت را ازو تزئین باشد

بسر معرفت صاحب معانی
بدریائے حقیقت گشته فانی

ندیدم در جهان مثلش نظیرے
که باشد در طریقت دستگیرے

بسینه صد بهار و باغ دارد
بدیده سرمهٔ ما زاغ دارد

خداوندا بحق نام نامیش
بحق جمله اوصاف گرامیش

بسوے حال این مسکین نظر کن
نظر کن بر چنین مسکین نظر کن

الٰهی رحم کن بر حال زارم
که جز دست تهی چیزے ندارم

ز دستم رفت نقد عمر برباد
دریغا حسرتا افسوس و فریاد

ز دست کوته خود شرم دارم
تهیدستم بحسرت اشکبارم

کنون دست تهی بر دست پیرے
که باشد در ره تو دستگیرے

نهادم وز درت امیدوارم
گزین غمها نداری شرمسارم

ندارم غیر درگاهت پناهے
طفیل او کنی سویم نگاهے